جنگِ خیبر

اسباب خیبر کے یہودی برابر سرکشی میں مصروف تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کرانا، ایک لڑکی کا سر پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دینا، حضرت عبداللہ بن سہلؓ کا قتل وغیرہ وغیرہ مختلف شرارتیں اُنہوں نے کیں، لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

روانگی سے پہلے جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر جانے کی تیّاری کی تو

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {۱۵ و ۱۶ فتح}

وہ لوگ جو (حدیبیہ وغیرہ میں) شریک نہیں ہوئے تھے مالِ غنیمت کے لالچ میں کہنے لگے "ہم بھی ساتھ چلینگے" اللہ نے فرمایا "کیا یہ اللہ کی بات کو بدلنا چاہتے ہیں، اے رسُولؐ آپؐ ان سے کہدیجئے کہ اللہ پہلے ہی فرما چکا ہے "اب تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے"۔ کہنے لگے (اللہ نے تو کیا منع کیا ہوگا) تم حسد کی بناء پر ہمیں لیجانا نہیں چاہتے۔ اللہ نے فرمایا "یہ لوگ بہت ہی ناسمجھ ہیں" (یہ اس حکم کو حسد پر محمول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مصلحت پر مبنی ہے) اے رسُولؐ آپؐ کہدیجئے (تمہاری آزمائش بعد میں ہو جائے گی) تمہیں عنقریب ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بُلایا جائے گا، پھر یا تو وہ اسلام قبول کرلیں گے ورنہ تمہیں ان سے جنگ کرنی ہوگی۔ اگر تم نے اُس وقت اطاعت کی (اور جہاد میں شریک ہوئے) تو اللہ تمہیں اچھا بدلہ دیگا اور اگر پہلے کی طرح پیٹھ پھیروگے تو سخت سزا دیگا۔

خیبر کو روانگی ذوقَرَد سے واپس آنے کے تین دن بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابۂ کرامؓ کے ساتھ رات کے وقت خیبر کو روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ایک آدمی نے حضرت عامر بن اکوعؓ سے کہا اپنے کچھ شعر سُنائیے حضرت عامرؓ سواری پر سے اُترے اور حدی خوانی شروع کردی۔ بطور رَجز[عہ] اُنہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:۔

تَا للّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا — اللہ کی قسم اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا — نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے
فَاغْفِرْ فِدَاءٌ لَّكَ مَا اتَّقَيْنَا — تجھ پر ہم فدا ہو جائیں، جب تک ہم تیری اطاعت کریں تو ہمیں معاف کرتا رہ۔
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا — اور ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں۔
فَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا — جب دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

عہ ایسے اشعار جو جنگ میں اپنی بہادری جتانے کیلئے پڑھے جاتے ہیں۔

وَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا اور ہم پر تسکین نازل فرما۔
اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَتَيْنَا جب کبھی ہم کو (جنگ کیلئے) آواز دی جاتی ہے ہم جا پہنچتے ہیں۔
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا آواز کے ساتھ ہی لوگ ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ کے اشعار پڑھنے کی آواز سنی تو فرمایا یہ ہنکانے والا کون ہے؟ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے عرض کیا "یہ عامرؓ ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے"۔ آپؐ جب کسی کے لئے استغفار کرتے تو وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے جو اپنے اونٹ پر چلے جا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات سنے (تو سمجھ گئے کہ عامرؓ شہید ہو جائیں گے) انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی، آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا[1] (ابھی یہ زندہ رہتے تو ان سے اور فائدہ اٹھاتے)"۔

خیبر کے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی جگہ اترے۔ جہاں کہیں آپؐ اترتے حضرت انسؓ آپؐ کی خدمت کرتے۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔
اے اللہ میں رنج و فکر، عجز و تکان، بخل و نامردی قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں[2]۔

مقام صہبا میں ورودِ مسعود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کے قریب واقع ہے تو آپؐ نے کھانا منگوایا۔ ستو کے علاوہ کھانے کیلئے اور کچھ نہیں تھا۔ وہی آپؐ کو پیش کر دئے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی ستو گھول کر کھائے اور پیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، آپؐ نے کلی کی، صحابہ کرامؓ نے بھی کلی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی۔

خیبر میں مجاہدین کی آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ہی خیبر پہنچ گئے۔ آپؐ کی یہ عادت تھی کہ اگر کسی قوم کے پاس آپؐ رات کو پہنچتے تو اس وقت تک حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی[3]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھی، پھر آپؐ اپنی سواری پر سوار ہو کر خیبر کی آبادی میں داخل ہوئے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا:۔

اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○
جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے جن کو ڈرایا جاتا ہے۔

سورج نکلنے کے وقت تک تمام مسلمین خیبر پہنچ چکے تھے۔ صبح ہوئی تو یہودیوں نے اپنے مویشی باہر نکالے اور درانتیاں، پھاوڑے، ٹوکرے اور درخت پر چڑھنے کی رسیاں لے کر خود بھی باہر نکلے۔ جب انہوں نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الادب کتاب الدیات باب اذا قتل نفسہ خطأ فلا دیۃ لہ (اس روایت میں حضرت عمرؓ کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ رجزیہ اشعار میں دو ایک لفظوں کا فرق بھی ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبی للخدمۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے "اللہ کی قسم محمدؐ آگئے اور لشکر بھی ساتھ ہے، اللہ کی قسم محمدؐ آگئے اور لشکر بھی آگیا"۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کرلیا[2] (اور جنگ شروع ہوگئی)

حضرت علیؓ کی آمد حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اس لئے وہ مدینہ میں رہ گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوگئے تو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ کے لئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں (یہ کیسے ہوسکتا ہے) لہٰذا وہ اسی حالت میں مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے[3]

حضرت عامرؓ کی شہادت لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے یہودیوں کا سپہ سالار مرحب مندرجہ ذیل رجز (رزمیہ اشعار) پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ مَرْحَبُ	خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ	جب لڑائی کی آگ بھڑکنے لگتی ہے تو میں
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ	ہتھیار بند، بہادر اور جنگ آزمودہ ہوتا ہوں۔

حضرت عامرؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور یہ رجز پڑھا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ عَامِرُ	خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ	ہتھیار بند، بہادر اور لڑائیوں میں گھسنے والا۔

مقابلہ شروع ہوا۔ دونوں کی ضربیں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال پر پڑی انہوں نے نیچے سے اس کی پنڈلی پر تلوار ماری، مگر ان کی تلوار چھوٹی تھی وہ لوٹ کر خود ان ہی کے لگ گئی اور اس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی اور بالآخر اسی زخم سے ان کی وفات ہوگئی[4]۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ مقابلہ پر پھر حضرت سلمہ بن اکوعؓ مقابلہ کے لئے نکلے۔ انہوں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ "عامرؓ کا عمل رائیگاں ہوگیا کیونکہ انہوں نے خودکشی کرلی"۔ حضرت عامرؓ حضرت سلمہؓ کے بھائی تھے، لہٰذا حضرت سلمہؓ کو ان لوگوں کی اس بات سے بہت صدمہ پہنچا۔ وہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپؐ کے پاس جاکر خاموش کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر سے قربان، لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے سب عمل برباد ہوگئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کون کہتا ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "فلاں شخص، فلاں شخص اور اسید بن حضیرؓ انصاری"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے"۔ پھر آپؐ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کرکے فرمایا "ان کے لئے دوہرا ثواب ہے، وہ طاعتِ الٰہی میں کوشش کرنے والے اور مجاہد تھے، ان جیسے عرب کم ہی زمین پر چلے ہوں گے[5]"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن انسؓ و کتاب النکاح باب فضیلۃ عتاقہ امۃ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التکبیر عند الحرب کتاب المغازی نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا عن سلمہ بن اکوعؓ۔ و صحیح بخاری کتاب المغازی نحوہٗ (صحیح بخاری میں رجزیہ اشعار نہیں ہیں) [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی۔

حضرت ابوہُریرہؓ کی آمد | اسی زمانہ میں حضرت ابوہُریرہؓ اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے، اُن کا غلام بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ اثنائِ راہ میں ان کا غلام اُن سے علیٰحدہ ہوگیا۔ حضرت ابوہُریرہؓ برابر چلتے رہے راستہ میں وہ یہ شعر پڑھتے جارہے تھے:۔

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا — اس رات کی درازی اور تکلیف کی شکایت (تو ضرور کرتا
عَلٰى اِنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ — ہوں) مگر (وہ رات بڑی مبارک رات ہے کہ) اس
رات نے کُفر کے شہر سے مجھے نجات دی۔

حضرت ابوہُریرہؓ سیدھے خیبر پہنچے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر بیعت کی۔ ابھی وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت ہی میں تھے کہ ان کا غلام دکھائی دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہُریرہؓ یہ تمہارا غلام آگیا"۔ حضرت ابوہُریرہؓ کہنے لگے "میں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے آزاد کردیا"۔[1]

دوزخ میں جانے والا مجاہد | جنگ جاری تھی۔ ایک مجاہد کے متعلّق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دوزخی ہے"۔ وہ شخص بہت جانفشانی کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر اُسے ایک زخم لگا (زخم اتنا شدید تھا کہ لوگ سمجھے اس کی وفات ہوگئی) انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُول! جس شخص کے متعلّق آپؐ نے فرمایا تھا کہ دوزخی ہے اُس نے تو بڑی شدّت کے ساتھ جنگ کی اور بالآخر وہ شہید ہوگیا (کیا ایسی حالت میں بھی وہ دوزخی ہے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ میں گیا" لوگوں کو اِس بات پر بڑی تشویش ہوئی اسی اثنار میں کسی نے کہا وہ مَرا نہیں ہے بلکہ اسے شدید زخم پہنچا ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر اُس سے خودکُشی کرلی۔ لوگ جلدی سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ کی بات کو سچّا کردیا، اُس شخص نے اپنے کو نحر کرکے خودکشی کرلی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اکبر، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ ہوں"۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ جنّت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مسلم کے اور بے شک اللہ اپنے دین کی مدد تو فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے[2] (یہ ضروری نہیں کہ دین کی خدمت کرنے والا مسلم ہی ہو)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ اور چربی | خیبر کا محاصرہ ابھی جاری ہی تھا کہ قلعہ میں سے ایک شخص نے چربی کی ایک تھیلی باہر پھینکی۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ اُسے لینے کے لئے دوڑے۔ اتنے میں اُنہوں نے مُڑکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں کھڑے ہیں۔ آپؐ کو دیکھ کر انہیں شرم آگئی[3] (اور چربی کی تھیلی اُٹھانے کا ارادہ ترک کردیا)

حضرت خفاف بن ایماء الغفاریؓ کی جانبازی | حضرت خفاف بن ایماءؓ اپنے لڑکے کے ساتھ کئی دن تک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الرھن فی الحضر، کتابُ العتق وفضلہ باب اذا قال لعبدہ ..... عن ابی ہُریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب انّ اللہ لیؤید الدّین بالرجل الفاجر عن ابی ہُریرۃؓ وکتابُ المغازی باب غروۃ خیبر وکتابُ القدر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب وکتابُ الذبائح والصّید باب ذبائح اہل الکتاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب اخذ الطّعام من ارض العدوّ

ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔[1]

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا زخم | حضرت عامرؓ کی شہادت کے بعد جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے۔ لڑتے لڑتے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم لگا۔ زخم بہت خطرناک تھا۔ لوگ سمجھے سلمہؓ بچ نہیں سکتے۔ حضرت سلمہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے تین دفعہ اُس پر دَم کیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ اور پھر کبھی اُس میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔[2]

حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا | لڑائی کئی دن جاری رہی۔ فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دونگا جس سے اللہ اور اُس کا رسولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔" لوگوں نے پوری رات اسی خیال میں گذاری کہ دیکھیں جھنڈا کِس کو ملتا ہے۔ صبح وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص کو یہ اُمّید تھی کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔[3] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت سلمہؓ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن لگایا اور صحت کے لئے دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُسی وقت تندرست ہو گئے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا اُنہیں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔[5]

حضرت علیؓ نے عرض کیا "کیا میں اُن سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مُسلم) نہ ہو جائیں؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جاؤ، ان کے میدان میں اُترو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم تمہارے ہاتھ پر اگر اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔"[6]

حضرت علیؓ مرحب کے مقابلہ پر | جھنڈا لیکر حضرت علیؓ میدانِ جنگ میں آئے۔ مرحب وہی رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا جو اُس نے حضرت عامرؓ کے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:-

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	میں جنگل کے اُس شیر کی طرح ہوں جو بہت
اُوْفِیْهِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	ہی خوفناک صورت ہوتا ہے میں لوگوں کو ایک
	صَاع کے بدلہ اُس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و فضائلِ علیؓ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علیٰ یدیہ رجل و کتاب المغازی عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علیٰ یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المناقب باب مناقبِ علیؓ و کتاب المغازی۔

ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔[1]

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا زخم | حضرت عامرؓ کی شہادت کے بعد جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے۔ لڑتے لڑتے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم لگا۔ زخم بہت خطرناک تھا۔ لوگ سمجھے سلمہؓ بچ نہیں سکتے۔ حضرت سلمہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے تین دفعہ اُس پر دَم کیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ اور پھر کبھی اُس میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔[2]

حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا | لڑائی کئی دن جاری رہی۔ فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دونگا جس سے اللہ اور اُس کا رسولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔" لوگوں نے پوری رات اسی خیال میں گذاری کہ دیکھیں جھنڈا کِس کو ملتا ہے۔ صبح وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص کو یہ اُمّید تھی کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔[3] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت سلمہؓ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن لگایا اور صحت کے لئے دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُسی وقت تندرست ہو گئے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا اُنہیں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔[5]

حضرت علیؓ نے عرض کیا "کیا میں اُن سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مُسلم) نہ ہو جائیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جاؤ، ان کے میدان میں اُترو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم تمہارے ہاتھ پر اگر اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔"[6]

حضرت علیؓ مرحب کے مقابلہ پر | جھنڈا لیکر حضرت علیؓ میدانِ جنگ میں آئے۔ مرحب وہی رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا جو اُس نے حضرت عامرؓ کے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:-

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	میں جنگل کے اُس شیر کی طرح ہوں جو بہت
اُوْفِیْهِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	ہی خوفناک صورت ہوتا ہے میں لوگوں کو ایک
	صاع کے بدلہ اُس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و فضائلِ علیؓ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل و کتاب المغازی عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المناقب باب مناقبِ علیؓ و کتاب المغازی۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ {جمعہ ۵ تا ۸}

بھی اللہ کی آیات واحکام کی تکذیب کرتے ہیں اُن کی مثال بُری ہی ہوتی ہے، اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا (ہدایت پر وہ چلتے ہیں جو ظالم و ناانصاف نہ ہوں اور اے رسُولؐ اُن کا یہ زعم ہے کہ وہ جنّت میں جائیں گے) آپؐ ان سے کہئے کہ اگر واقعی تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے محبوب ہو تو اگر تم سچّے ہو تو آؤ موت پر مُباہلہ کرلو، لیکن یہ لوگ ہرگز موت پر مُباہلہ نہیں کرسکتے اور اسکی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کے اعمال اس قابل نہیں ہیں، اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے (اے رسُولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تم کو آکر رہیگی پھر تم عالِمُ الغیبِ والشّہادہ کے سامنے پیش کئے جاؤگے، پھر وہ تمہیں بتائیگا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے۔

نکاحِ متعہ کی حُرمت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی زمانہ میں متعہ کو حرام قرار دیا[2]۔

شہری گدھے کی حُرمت جس دن خیبر فتح ہوا اُس دن مسلمین کو شدّت کی بھوک لگی ہوئی تھی۔ شام کے وقت مُسلمین نے جگہ جگہ آگ روشن کی اور گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے آگ پر رکھ دیا۔ ایک شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ گدھے کھالئے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے (وہ چلا گیا کچھ دیر بعد) وہ پھر آیا اور کہا گدھے کھالئے گئے۔ اس مرتبہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے (وہ شخص چلا گیا کچھ دیر بعد) پھر آیا اور اُس نے تیسری مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر کہا کہ گدھے ختم ہوگئے۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے نیچے تم لوگ آگ جلا رہے ہو؟" صحابہؓ نے کہا "گوشت کے نیچے (آگ جلا رہے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کس جانور کا گوشت ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "شہری گدھوں کا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے پھینکدو اور ہانڈیوں کو توڑدو"۔ ایک شخص نے عرض کیا "گوشت کو پھینک کر ہانڈیوں کو دھوڈالیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا کرلو" پھر آپؐ نے منادی کرائی کہ اللہ اور اُس کا رسُولؐ تمہیں شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ (گوشت) ناپاک ہے[3]۔

مالِ غنیمت اور خیبر کی تقسیم جب خیبر فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں یہ چیزیں حاصِل ہوئیں: گائے، اُونٹ اسباب اور باغات۔ ابھی تقسیم شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور دوسرے مسلمین جو اَب تک حبشہ میں تھے مدینہ منوّرہ پہنچے۔

جب تقسیم شروع ہوئی تو حضرت ابوہُریرہؓ نے کہا مجھے بھی حصّہ دیجئے۔ سعید بن عاص کے بیٹے نے (مذاقاً) کہا "یارسُولَ اللہ انہیں کچھ نہ دیجئے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بھی (مذاقاً) جواب دیا "یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے ابنِ قوقلؓ

---

[1] متعہ میعادی نکاح کو کہتے تھے۔ میعاد ختم ہونے کے بعد نکاح ختم ہوجاتا تھا۔ [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب نہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن نکاح المتعۃ عن علیؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ وکتابُ الصّید وصحیح بخاری کتابُ المظالم باب ھل تکسر الدنان وکتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔

کو قتل کیا تھا"۔ اُنہوں نے کہا "ضان نامی پہاڑی سے ایک بِلّا (ابوہُریرہؓ یعنی بلّی کا باپ یا بلّی والا) اُتر کر آیا ہے اور ایک مسلم کے قتل پر مجھے طعنہ دیتا ہے جس کو میرے ہاتھ سے اللہ نے (شہادت کی) فضیلت عطا فرمائی اور اس کے ہاتھوں سے مجھے (بحالتِ کفر قتل کرا کے) ذلیل نہیں کیا[1]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کو مسلمین میں تقسیم کر دیا[2]۔ اور صرف اُن لوگوں کو حصّہ دیا جو جنگ میں شریک تھے (جو لوگ جنگ میں شریک نہیں تھے اُن میں سے کسی کو حصّہ نہیں دیا) سوائے اُن کشتی والوں کے جو حضرت جعفرؓ کے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑے کو دو حصّے دئے اور پیدل کو ایک حصّہ، یعنی سوار کو تین حصّے دئے ایک اُس کا اور دو گھوڑے کے۔ خیبر کے خُمس میں سے جو مال باقی بچا اُس میں سے آپؐ اپنی ازواجِ مطہّراتؓ کو بیس[20] وسق جَو اور اَسّی وسق کھجور سالانہ دیدیا کرتے تھے اور باقی کو خیرات کر دیا کرتے تھے۔ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا اب ہم پیٹ بھر کر کھجور کھا سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "ہم نے پیٹ بھر کر (کھانا) نہیں کھایا جب تک خیبر فتح نہ ہوا[4]"۔

قیدی عورتوں میں حضرت صفیہؓ بھی شامل تھیں۔ وہ ابھی نئی دلہن ہی تھیں کہ اُن کا شوہر جنگ میں مارا گیا، لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اُن کی خوبصورتی کا ذکر کیا (آپؐ نے کوئی توجّہ نہ فرمائی) اسی اثناء میں حضرت دحیہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک لونڈی دیدیجئے" آپؐ نے فرمایا "ایک لونڈی لے لو" اُنہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ پھر ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا "آپؐ نے قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی دحیہؓ کو دیدی، وہ سوائے آپؐ کے اور کسی کیلئے مناسب نہیں"۔ آپؐ نے (لوگوں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے) فرمایا "اُن کو مع اُس لڑکی کے بلاؤ"۔ وہ آئے تو آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو دیکھا اور حضرت دحیہؓ سے فرمایا اے دحیہ دوسری لونڈی لے لو، پھر آپؐ نے (ان کی دلجوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے بدلہ میں اُن سے حضرت صفیہؓ کو خرید لیا اور اپنے لئے منتخب فرمالیا[5] (نوٹ:۔ حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے منتخب نہیں کیا بلکہ مشورہ اور لوگوں کے نفسیاتی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے منتخب فرمایا)

یہودیوں سے معاہدہ | فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو جلاء وطن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہودیوں نے عرض کیا "ہمیں رہنے دیجئے، ہم کھیتوں میں اور باغوں میں کام کریں گے اور نصف پیداوار آپؐ کو پیش کر دیا کریں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا، لیکن جب تک ہم چاہیں گے تمہیں (اس شرط اور اس مقام پر) برقرار رکھیں گے[6]"۔

خیبر سے واپسی | (تمام ضروری انتظامات کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت صفیہؓ کے ہمراہ خیبر سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپؐ کو کچھ رَجز سُناؤں" رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم عن ابی ہُریرہؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی ہُریرۃؓ وکتاب فرض الخمس من الدلیل علےٰ۔۔۔ عن ابی موسیٰؓ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من الدلیل علےٰ ان الخمس لنوائب المسلمین عن ابی موسیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر وصحیح مسلم کتابُ البیوع (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح بخاری کتاب النکاح والمغازی والبیوع وصحیح مسلم کتابُ النکاح عن انسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعطی المؤلفۃ قلوبہم عن ابن عمرؓ وکتابُ المغازی وصحیح مسلم باب المساقات والمعاملات بجزءٍ من الثمر۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں رَجز سُنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "جو کچھ سُناؤ سوچ سمجھ کر سُنانا"۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے یہ رَجز پڑھا:۔

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا	اللہ کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہمیں راہِ راست
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا	نہ ملتی۔ نہ ہم صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے سچ کہا"۔

پھر حضرت سلمہؓ نے پڑھا:۔

وَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا	(اے اللہ) ہم پر تسکین نازل فرما۔
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا	(کُفّار سے) مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ
وَالْمُشْرِکُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا	بے شک مُشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ اشعار کس کے ہیں؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے بھائی (عامرؓ) کے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ان پر رحم فرمائے"۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "لوگ تو اُن کے لئے دُعاء کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ہتھیار سے مرے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ غلط کہتے ہیں۔ وہ جاہد اور مجاہد مَرے ہیں (یعنی وہ اس حالت میں مَرے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کوشش کرتے تھے اور جہاد کرتے تھے)" پھر آپؐ نے دونوں اُنگلیوں کو ملا کر فرمایا "ان کیلئے دوگنا ثواب ہے۔ اس قتل سے اور کونسا قتل زیادہ باعثِ ثواب ہو سکتا ہے[1]؟"۔

نمازِ فجر کا فوت ہو جانا سفر جاری تھا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابۂ کرامؓ چلے جا رہے تھے۔ سفر رات کو بھی جاری رہا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "کاش آپؐ ہمیں کچھ دیر سونے کا موقع دیں"۔ اگرچہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُونگھ آ رہی تھی (لیکن آپؐ نے سونے کو مناسب نہ سمجھا) آپؐ نے فرمایا "مجھے ڈر ہے کہ کہیں سوتے میں نماز نہ نکل جائے"۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا "میں جگا دونگا"۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر قیام فرمایا، آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "تم پہرہ دو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ سو گئے۔ حضرت بلالؓ نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر قریب ہوئی تو وہ اپنی سواری پر تکیہ لگا کر مشرق کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ گئے۔ (بیٹھے بیٹھے) اُن پر بھی نیند غالب ہو گئی اور اُن کی آنکھ لگ گئی (صبح کی نماز کا وقت نکل گیا) جب دھوپ نکلی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھُلی۔ آپؐ بہت گھبرائے۔ آپؐ نے فرمایا "اے بلال، تمہارا وہ کہنا کہاں گیا؟" حضرت بلالؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں جس چیز نے آپؐ کو روک لیا تھا اُسی نے مجھے بھی روک لیا، ایسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری روحوں کو جب تک چاہا روکے رکھا اور جب چاہا واپس کر دیا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہاں سے کوچ کرو، یہاں شیطان آ گیا تھا"۔ (لوگ روانہ ہوئے) تھوڑی دور جا کر جب آفتاب بلند اور صاف ہو گیا (رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے) آپؐ نے اذان کا حکم دیا۔ پھر وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ و صحیح بخاری کتاب الدیات باب اذا قتل نفسہ خطأً (صحیح بخاری میں رَجزیہ اشعار سُنانے کا واقعہ نہیں ہے۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اقامت کہنے کا حکم دیا، اُنہوں نے اقامت کہی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا "جو شخص نماز پڑھنی بھُول جائے اُسے چاہیئے کہ یاد آتے ہی اُسے پڑھ لے کیونکہ اللہ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو[1]"۔

شرابی کو سزا ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے مارنے کا حکم دیا (حکم کی تعمیل میں) بعض نے اُسے اپنے ہاتھ سے مارا، بعض نے اپنی جوتی سے مارا اور بعض نے اپنے کپڑے سے مارا۔ سزا کے بعد جب وہ واپس ہوا تو ایک شخص نے کہا "اس کو کیا ہو گیا، اللہ اسے رسوا کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے یہ الفاظ سُنے تو فرمایا کہ "اپنے بھائی پر شیطان کی مدد نہ کرو[2]"۔
(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب پینے کی ابھی تک کوئی باقاعدہ سزا مقرر نہیں ہوئی تھی)

حضرت صفیہؓ سے نکاح جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام سُدّ الصَّہبا پہنچے تو حضرت صفیہؓ پاک ہو چکی تھیں۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اُنہیں دُلہن بنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا اور اُن کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا (دوسرے دن) صبح کو آپؐ نے ولیمہ کیا، آپؐ نے فرمایا "جو چیز جس کے پاس ہو لے آؤ"۔ پھر گڑھا کر کے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھایا گیا۔ کوئی کچھ لایا اور کوئی کچھ۔ اس طرح دسترخوان پر کھجور، پنیر اور گھی جمع کر دیا گیا اور پھر ان چیزوں کا مالیدہ تیار کیا گیا (مالیدہ تیار ہو گیا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "جو لوگ تمہارے اِرد گرد ہیں سب کو بُلا لاؤ" (وہ سب لوگوں کو بُلا کر لائے) سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ تین دن وہاں قیام فرمانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔
حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اپنی عباء اُڑھا دی، اُونٹنی پر ان کے بیٹھنے کیلئے جگہ بنائی اور پردہ تان دیا۔ جب حضرت صفیہؓ اُونٹنی پر سوار ہوتیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے، اپنا گھٹنا رکھ دیتے حضرت صفیہؓ اپنا پیر آپؐ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچ کر آپؐ نے اپنی اُونٹنی عَضباء کو تیزی کے ساتھ دوڑایا۔ تمام صحابہؓ نے بھی اپنی سواریوں کو دوڑایا۔ اتّفاقاً آپؐ کی اُونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور آپؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سے گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ فوراً اپنی سواری پر سے اُترے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ مجھے آپؐ پر سے قربان کرے، چوٹ تو نہیں آئی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، خاتون کو سنبھالو"۔ حضرت ابو طلحہؓ اپنے مُنہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کی طرف گئے اور وہ کپڑا اُن پر ڈال دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی جلدی سے کھڑے ہو گئے اور حضرت صفیہؓ پر پردہ تان دیا۔ جب آپؐ پالان ٹھیک کر کے اُونٹنی پر سوار ہو گئے تو صحابہؓ کرامؓ آپؐ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ اس سے پہلے صحابہؓ کرامؓ نے ادباً آپؐ کی اور حضرت صفیہؓ کی طرف نظر نہیں کی۔ پھر آپؐ ان کے ساتھ آگے روانہ ہوئے[3]

راستہ میں تکبیر و تہلیل اثنائے راہ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک وادی میں سے گذرے تو لوگوں نے چیخ چیخ کر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الّا اللہ کہنا شروع کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اپنی جانوں پر رحم کرو، تم نہ کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ کسی غائب کو، تم سُننے والے کو پکار رہے ہو جو تمہارے قریب ہے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب قضاء الصّلوٰۃ الفائتۃ عن ابی ہُریرۃؓ و صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ بابُ الاذان بعد ذہاب الوقت عن ابی قتادۃؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ الحدود باب مایکرہ من لعن شارب الخمر عن ابی ہُریرۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ و باب مایقول اذا رجع و کتابُ الصّلوٰۃ باب مایذکر فی الفخذ و باب التکبیر عند الاغارۃ و کتابُ المغازی و النکاح و البیوع و صحیح مسلم کتابُ النّکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت ابو طلحہؓ کی بات چیت وغیرہ صحیح مسلم میں نہیں ہے)

اور تمہارے ساتھ ہے۔" حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھے وہ لاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "اے عبداللہ بن قیس!" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول، کیوں نہیں۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں (ضرور) بتائیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ[1] (وہ خزانہ ہے)"

خائن شہید دوزخ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ قریٰ پہنچے تو آپؐ کے غلام مِدعَم کے جس کو بنو ضباب نامی قبیلہ کے ایک شخص رفاعہ بن زید نے آپؐ کو تحفۃً دیا تھا ایسی حالت میں کہ وہ آپؐ کی سواری کی کاٹھی ٹھیک کر رہا تھا ایک تیر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ اس تیر سے اس کی موت واقع ہو گئی، لوگوں نے کہا "اس کو شہادت مبارک ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، وہ چادر جو خیبر کے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے اس نے چرا لی تھی وہ اس پر آگ کو مشتعل کر رہی ہے۔" یہ سن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہا "یہ چیز مجھے ملی تھی (اور تقسیم سے پہلے میں نے لے لی تھی)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ آگ کے ایک یا دو تسمے تھے[2]۔"

مدینہ منوّرہ کے قریب تشریف آوری راستہ میں صحابۂ کرامؓ کا گذر لہسن و پیاز کے ایک کھیت سے ہوا صحابۂ کرامؓ بھوکے تھے لہٰذا بہت سے لوگوں نے لہسن اور پیاز کھائی[3]۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے اُحد پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔" پھر آپؐ نے مدینہ منوّرہ کی طرف نظر کی اور فرمایا "اے اللہ (تو گواہ رہ، تیرے حکم سے) میں اسکے دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکّہ کو حرم قرار دیا تھا، اے اللہ، مدینہ والوں کے لئے اُن کے مُدّ اور صاع میں برکت عطا فرما[4]۔" پھر آپؐ نے یہ کلمات پڑھے "آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (ہم پھر واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں) پھر یہ کلمات آپؐ برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ میں داخل ہو گئے[5]۔

لہسن کھا کر مسجد جانے کی ممانعت اوپر لکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے راستہ میں لہسن و پیاز کھائی تھی۔ جب یہ لوگ مسجد پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھانے والوں کو آگے بُلا لیا اور کھانے والوں کو پیچھے کر دیا۔ پھر فرمایا "جو شخص بھی اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک بدبو نہ چلی جائے، ہمیں بدبو سے اذیّت نہ پہنچائے۔" لوگوں نے کہا "لہسن پیاز حرام ہو گئی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنے کا مجھے اختیار نہیں ہے۔ البتّہ میں اس کی بدبو کو ناپسند کرتا ہوں[6]۔"

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم باب استحباب خفض الصوت بالذکر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی ہریرہؓ و کتابُ الایمان والنذور و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب غلظ تحریم الغلول۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ عن ابن عمرؓ و ابی سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ و کتابُ الصلوٰۃ بابُ التکبیر عند الاغارۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب مایقول اذا رجع من الغزو عن انسؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الصلوٰۃ عن ابنِ عمرؓ و ابی سعیدؓ۔

خوش خبری مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خوش خبری سُنائی۔ فرمایا:۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۠ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ {۲۰ تا ۲۳ فتح}

اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تم انہیں حاصل کرو گے تو یہ غنیمت (خیبر) تو اُس نے جلدی ہی عنایت فرمادی اور دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دئے (وہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکے) اللہ نے اس فتح کو مؤمنین کیلئے نشانی بنادیا تاکہ (اے مؤمنو) وہ تم کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے اور اس کے علاوہ اور بھی غنیمتیں ہیں (جو تمہیں ملیں گی) ان پر تم قدرت نہیں رکھتے لیکن اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (اے مؤمنو، حدیبیہ کے موقع پر بھی اللہ نے دُشمنوں کے ہاتھ تم سے روک لئے، وہ تم سے نہ لڑ سکے) اگر لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے، پھر نہ کوئی دوست اُنہیں ملتا نہ مددگار۔ اللہ کی یہی سُنّت ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اور (اے رسُولؐ) آپ اللہ کی سُنّت میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

متفرّق واقعات

رضاعی چچا سے پردہ نہیں ایک دن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو حضرت حفصہؓ کے گھر پر ایک آدمی کے اجازت مانگنے کی آواز آئی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ شخص آپؐ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرا خیال ہے کہ یہ حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا کہ اگر فلاں شخص جو میرا رضاعی چچا تھا زندہ ہوتا تو کیا وہ میرے پاس آسکتا تھا؟ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، رضاعت سے وہی حُرمت ہوتی ہے جو ولادت سے ہوتی ہے"[1]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے علم میں یہی تھا کہ بس ان کا ایک ہی رضاعی چچا تھا وہ مرگیا حالانکہ اُن کا ایک رضاعی چچا اور تھا جس کا نام افلح تھا اتفاق سے ایک دن افلح آیا اور اُس نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا، اُس نے کہا "آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا چچا ہوں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "یہ کیسے؟" اُس نے کہا میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ (کو یقین نہ آیا لہٰذا اُنہوں) نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو اُنہوں نے آپؐ سے ذکر کیا، آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو اجازت دیدو۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے (مزید وضاحت کے لئے) پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے تو مَرد نے دودھ نہیں پلایا، دودھ تو اُس کی بیوی نے پلایا تھا"، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو، تمہارا

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب اُمّھاتکم التی ارضعنکم عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الرضاع۔

www.KitaboSunnat.com

خیبر میں یہودی ادھیڑ دیے گئے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر خیبر کی طرف:

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف جہاد کے لیے نکلا تھا۔ ''صہبا'' خیبر کے نشیب میں ایک مقام ہے، جب ہم وہاں پہنچے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں عصر کی نماز ادا کر کے سفر کا کھانا طلب فرمایا، مگر ستو کے سوا کچھ موجود نہ تھا، چنانچہ وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھگونے کا حکم دیا اور پھر وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا اور ہم سب نے بھی کھایا۔

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ٤١٩٥۔ مسند أحمد : ٣/ ٤٦٢، ح : ١٥٨٠٦ و إسناده صحیح۔ ابن حبان : ١١٥٥ و إسناده صحیح]

خیبر کھجوروں کے باغات سے مالا مال علاقہ ہے۔ یہ شہر مدینہ منورہ سے ۱۸۱ کلومیٹر کے فاصلے پر شمال میں ہے۔ یہاں کے یہودی مدینہ منورہ میں قائم اسلامی حکومت کو ملیا میٹ کرنے کے لیے لگا تار سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں کا سردار سلام بن ابی الحقیق ہی مشرکین مکہ اور بنوغطفان کو تیار کر کے مدینہ پر حملے کے لیے لایا تھا۔ اندر سے بنو قریظہ کے یہودیوں کو تیار کیا تھا اور یوں مل ملا کے غزوۂ احزاب وجود میں آیا تھا۔ غزوۂ احزاب میں کامیابی اور پھر صلح حدیبیہ کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کر لیا کہ ان موذی دشمنوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا جائے۔

مسند احمد کی صحیح روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کا انتظام و انصرام حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔

[مسند أحمد : ٢/ ٣٤٥، ح : ٨٥٧٣ و إسناده صحیح]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدین صحابہ کا یہ پاکباز لشکر چلا جا رہا ہے۔ مدینہ منورہ سے ایک سو کلو میٹر تک کا دروں پر مشتمل پیچ دار پہاڑی راستہ صحابہ نے طے کر لیا ہے۔ اب آگے وادی پست اور کشادہ ہے۔ اسی کشادہ وادی میں ''صہبا'' نام کا تالاب آ گیا ہے۔ لشکر کے لشکریوں کی معاشی حالت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں ستوؤں کو پانی میں بھگو کر بطور کھانا استعمال کر رہے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد طیبہ سے نکلنے والا لشکر حسب معمول خیبر کی جانب رواں دواں ہو چکا ہے۔

شہادت پکی ہے:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب میرے چچا جان حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے رجزیہ یعنی جنگی اشعار پڑھنے شروع کیے.....

تَاللّٰهِ ! لَولَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
وَ نَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا
فَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
وَ اَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی راہ نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے اور اے اللہ! ہم تیرے فضل سے بے پروا نہیں ہوئے..... اے اللہ! جب ہماری کافروں سے جنگ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر اپنی رحمت اور سکینت اتار۔''

یہ اشعار سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں عامر ہوں!'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ))

''تیرا رب تیری مغفرت فرمائے۔''

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ کے رسول ﷺ جب کسی شخص کے لیے بطور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص مغفرت طلب کرتے تو وہ شخص شہید ہو جاتا تھا۔"

[مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة ذی قرد وغیرها: ۱۸۰۷]

زبان نبوت نے جہادی سفر کے دوران حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو گویا شہید قرار دے دیا ہے۔ یہ ہے زندہ شہید جو جہادی ترانہ پڑھتا ہوا راہ جہاد میں چلتا ہوا..... میدان جہاد کی طرف گامزن ہے۔ لشکر اب خیبر کے قریب پہنچ چکا ہے۔ رات خیبر کے قریب ہی گزاری گئی ہے۔

اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) اور لشکر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ جب حملہ آور ہونے کے لیے دشمن پر رات کے وقت پہنچتے تو صبح ہونے تک ان پر یلغار نہ کرتے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اگلا منظر یوں دکھلاتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صبح کی نماز خیبر کے قریب پہنچ کر ادا کی۔ اس وقت ابھی اندھیرا تھا۔ صحیح مسلم کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بتلاتے ہیں کہ جب اندھیرے میں ہم صبح کی نماز ادا کر چکے تو اللہ کے رسول ﷺ (گھوڑے پر) سوار ہوئے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہوئے اور میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے خیبر کے بازاروں میں گھوڑا دوڑانا شروع کیا تو آپ ﷺ کی ران مبارک سے کپڑا ہٹ گیا، چنانچہ میرا گھٹنا اللہ کے رسول ﷺ کی ران مبارک کے ساتھ لگنے لگا۔ میں اللہ کے نبی ﷺ کی سفید ران کو دیکھنے لگا، پھر جب آپ ﷺ شہر میں پہنچے تو یوں اعلان کرنے لگے:

« اَللّٰهُ اَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ »

"اللہ بہت بڑا ہے، خیبر خراب ہو گیا، ایسی قوم کہ جسے پہلے ہی تنبیہ کی جا چکی ہے، اس سے لڑنے کو جب ہم ان کے میدان میں آ جاتے ہیں تو ان کی صبح بربادیوں کا پیغام لے کر آتی ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار مذکورہ اعلان فرمایا۔ اس وقت لوگ اپنے اپنے کاموں کی طرف نکل رہے تھے۔

[بخاری، کتاب الصلاۃ، باب باب ما یذکر فی الفخذ : ۳۷۱۔ مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة خیبر : ۱۳۶۵، بعد ۱۸۰۱]

صحیح بخاری کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں ہیں :

''جب صبح ہو رہی تھی تو یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکل رہے تھے۔ انھوں نے جونہی اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا تو یوں شور مچانے لگے :

«مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ ! مُحَمَّدٌ وَ الْخَمِيْسُ»

''محمد ہیں..... اللہ کی قسم! محمد ہی ہیں..... وہ لشکر لے کر آ گئے ہیں۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ۴۱۹۸]

احزاب یعنی اتحادی افواج جب بھاگ گئیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ اب وہ نہیں آئیں گے بلکہ ہم ان کی طرف جائیں گے، سو غزوۂ خندق کے بعد خیبر کی یہ پہلی لڑائی تھی جو اقدامی اور ہجومی جنگ تھی۔ اس کا آغاز اللہ کے رسول ﷺ نے یہودیوں پر یلغار سے کیا جو بار بار جنگ کی آگ بھڑکاتے تھے۔ دوسری قوموں کو بار بار مسلمانوں پر چڑھا لایا کرتے تھے۔ اب جب انھوں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ آ گئے ہیں اور انھیں ان کی کرتوتوں کی سزا ملنے والی ہے تو وہ بھاگ بھاگ کر اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہونے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی ان کا محاصرہ کیا اور لشکر کے پڑاؤ کے لیے جگہ کا انتخاب کیا۔

تلوار مڑ کر اپنی ہی شہ رگ پہ جا لگی :

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں کا بادشاہ مرحب تلوار لہراتا ہوا مبارزت کے میدان میں نکلا اور یوں چنگھاڑنے لگا :

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، پوری طرح ہتھیار بند، بہادر، آزمودہ کار (جو ہر دکھلاتا ہوں) جب لڑائیاں شعلے اڑاتی ہوئی آتی ہیں۔''

یہ سن کر میرے چچا جان حضرت عامر رضی اللہ عنہ مبارزت کے میدان میں، یہ کہتے ہوئے نکلے:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ عَامِرٌ

شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُّغَامِرٌ

''سارا خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں، پوری طرح ہتھیار بند لڑائی میں گھسنے والا۔''

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نقشہ کھینچتے ہیں کہ دونوں نے ایک ایک وار ایک دوسرے پر اس طرح کیا کہ پہلے مرحب نے وار کا آغاز کیا۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے وار کو ڈھال پر روک لیا اور پھر جب عامر رضی اللہ عنہ نے مرحب پر نیچے سے وار کیا تو (مرحب جمپ لگا کر اوپر کود گیا اور) تلوار کا وہ وار واپس عامر رضی اللہ عنہ ہی کو آن لگا۔ جس سے ان کی شہ رگ کٹ گئی اور وہ وہیں شہید ہو گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میں نکل کھڑا ہوا..... اب کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے چند صحابہ گفتگو کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ عامر کا معاملہ تو خراب ہو گیا۔ یہ سنتے ہوئے میں روتا روتا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچا اور عرض کرنے لگا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! عامر کا معاملہ تو خراب ہو گیا۔'' اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا:

﴿ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ؟ ﴾

''ایسا کس نے کہا؟''

میں نے عرض کی: ''آپ ﷺ کے صحابہ میں سے بعض نے یہ کہا ہے۔'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ كَذَبَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ بَلْ لَّهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ ﴾

''جس نے ایسا کہا، غلط کہا، اس کے برعکس عامر کے لیے تو دہرا اجر ہے۔''

[مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة ذي قرد وغيرها: ١٨٠٧]

مبارزت کا میدان یہود نے جیت لیا۔ اس اکڑفوں سے نہیں جس سے وہ میدان میں آیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، حضرت عامر رضی اللہ عنہ تو اپنے ہی وار سے شہید ہوئے اور شہادت کا دہرا اجر پا گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ راستے ہی میں خبر دے چکے تھے اور وہ خبر آغاز کار ہی میں پوری ہو گئی۔ میدان مبارزت میں تکمیل کو پہنچی اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ شہادت کی دہری خلعت فاخرہ زیب تن کیے جنت میں جا پہنچے۔ اب اگلا روز پھر مقابلے کا روز تھا۔ اس روز کیا ہوا؟ دیکھتے ہیں اگلا منظر.....!

خیبر کا پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بتلاتے ہیں کہ خیبر کے روز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت کرتا ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔''

اب صورتحال یہ ہو گئی کہ لوگوں کی رات اسی سوچ میں گزر گئی کہ دیکھیں کل جھنڈا کس کو ملتا ہے؟ پھر جب صبح ہوئی تو سارے لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہر ایک یہی آس لگائے ہوئے تھا کہ جھنڈا اس کو مل جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ﴾

''ابو طالب کا بیٹا علی کہاں ہے؟''

عرض کی گئی: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ان کی تو آنکھیں خراب ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''انھیں میرے پاس بلا لاؤ۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر: ٤٢٠ ـ مسلم: ٢٤٠٦]

صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، ان کی آنکھیں خراب تھیں، میں انھیں اللہ کے رسول ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس لایا۔''

[مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة ذی قرد وغیرها : ۱۸۰۷]

صحیح بخاری میں ہے : ''جب انھیں لایا گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا بھی کی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے ٹھیک ہو گئے جیسے ان کی آنکھوں میں کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں پرچم عطا فرمایا۔ پرچم تھام کر حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے : ''اے اللہ کے رسول (ﷺ) ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب تک کہ وہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔''

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! اسی طرح اپنے عزم پر ڈٹے ہوئے میدان میں جاؤ پھر انھیں اسلام قبول کرنے کی طرف بلاؤ، انھیں اللہ کے اس حق کے بارے میں آگاہ کرو جو ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم! تمھارے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ۴۲۱۰]

مرحب کی کھوپڑی اڑ گئی:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا فرمایا۔ مرحب میدان میں نکلا اور لگا وہی بول بولنے : ''سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، پوری طرح ہتھیار بند، بہادر آزمودہ کار کہ جب لڑائیاں شعلے اڑاتی ہوئی آتی ہیں۔'' مقابلے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلے اور یوں للکارنے لگے :

أَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ أُمِّیْ حَیْدَرَهْ
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوْفِيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے، مثل اس شیر کے جو جنگلوں میں ہوتا ہے اور اس کا چہرہ خوف کی علامت ہوتا ہے، میں دشمن کو اینٹ کا جواب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتھر سے دیتا ہوں۔''

یوں للکارتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر وار کیا، اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی۔''

[مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة قرد وغيرها : ١٨٠٧]

طبرانی کی روایت کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

« سَمِعْتُ وَقْعَ السَّيْفِ فِيْ اَسْنَانِ مَرْحَبٍ »

''میں نے سنا تلوار کا وار مرحب کے دانتوں پر لگا۔''

[طبرانی فی الکبیر : ٢٣/٢٥١، ح : ٥٠٩ و إسناده حسن لذاته]

یعنی وہ جو بول بولتے ہوئے آیا تھا..... انھی دانتوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وار پڑا اور چیرتے ہوئے اس کی کھوپڑی اڑا کر ہوا میں اچھال دی۔

یاد رہے! حیدر! شیر کو کہتے ہیں اور جنگل کے طاقتور شیر کو شیر ببر کہتے ہیں یعنی حیدر کرار۔ کرار کا مطلب ہے جھپٹنے اور پلٹ کر بار بار جھپٹنے والا۔

''صاع'' ایک چھوٹا پیمانہ ہے اور ''سندرہ'' اس سے بڑا پیمانہ ہے۔ دشمن کو صاع کے بدلے ''سندرہ'' دیتا ہوں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں کہ دشمن مجھ پر جس قدر بھی حملہ کرے گا خفیف اور ہلکا ہی کرے گا اور جب میں جواب دوں گا تو کہیں بڑا جواب دوں گا۔

اردو زبان میں معروف ''انسائیکلوپیڈیا'' اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق خیبر کی آبادی مندرجہ ذیل تین حصوں میں منقسم تھی :

١۔ نطاۃ کا علاقہ : اس علاقے میں ''ناعم'' ''صعب بن معاذ'' اور ''زبیر'' نامی قلعے تھے۔

٢۔ شق کا علاقہ : اس میں ''ابی'' اور ''نزار'' نامی قلعے تھے۔

٣۔ کتیبہ کا علاقہ : اس میں ''قموص'' ''وطیح'' اور ''سلالم'' کے قلعے تھے۔

نیز چھوٹے قلعے اور تنگ گڑھیاں بھی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ مرحب کے قلعے کے باہر ہوا۔ اس کا نام ''ناعم'' ہے..... اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی۔ یہ کئی ہفتے جاری رہی۔ بعض محلے اور قلعے لڑائی سے فتح ہوئے۔ بعض محاصرے ہی سے فتح ہو گئے اور بعض کے باسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی دہشت زدہ ہو کر خود ہی زیر ہو گئے۔

یہودیوں نے خزانہ چھپایا اور معاہدہ توڑا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے جنگ کی، یہاں تک کہ انھیں مغلوب ہونے پر مجبور کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی جاگیروں، کھجوروں کے باغات اور کھیتوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ یہودیوں نے اس صورتحال میں آپ ﷺ سے اس شرط پر صلح کرنا چاہی کہ وہ خیبر سے نکل جائیں گے، البتہ ان کی سواریاں جس قدر سامان اٹھا سکیں، انھیں لے جانے کی اجازت دے دی جائے، باقی زیورات اور نقدی وغیرہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی ہو گی۔ یہود کی اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے یہ شرط لگائی:

''وہ نہ کوئی چیز چھپائیں گے اور نہ کچھ غائب کریں گے، اگر وہ ایسی حرکت کا ارتکاب کریں گے تو ان کی حفاظت کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔''

اب یہودیوں نے کیا کیا؟ انھوں نے کھال کا بنا ہوا ایک بورا چھپا لیا۔ اس میں مال و دولت اور وہ زیورات تھے جنھیں حیی بن اخطب اس وقت لایا تھا جب بنونضیر مدینہ سے جلا وطن ہو کر یہاں خیبر میں آ بسے تھے۔ سعیہ کو، جو حیی بن اخطب کا چچا تھا، مخاطب کر کے اللہ کے رسول ﷺ نے کہا: ''حیی کے اس بورے کا کیا بنا جسے وہ بنونضیر کے پاس سے لایا تھا؟'' سعیہ کہنے لگا: ''جنگوں کے اخراجات اور دیگر ضروریات نے اس خزانے کو اڑا دیا۔'' یہ جواب سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے اسے کہا: ''تمھارا عہد ابھی تازہ تازہ ہوا ہے اور جو مال و دولت ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔''

اب اللہ کے رسول ﷺ نے سعیہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سعیہ کی ٹھکائی کی تو وہ بول اٹھا کہ فلاں ویرانے میں حیی بن اخطب گیا تھا اور میں نے اسے وہاں گھومتے پھرتے بھی دیکھا تھا۔ چنانچہ مجاہدین وہاں گئے اور کھوج لگانے کے لیے ذرا گھومے پھرے تو انھیں ویرانے میں وہ بورا مل گیا۔ چنانچہ ابی حقیق کے دونوں بیٹے جو یہ خزانہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھپانے میں شامل تھے، آپ ﷺ نے ان دونوں کو قتل کروا دیا۔ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک کی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ اب اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی عورتوں اور مردوں کو لونڈیاں اور غلام بنا لیا اور عہد شکنی کی وجہ سے ان کے مالوں کو بھی تقسیم کر دیا اور ان کو جلاوطن کرنے کا بھی ارادہ کر لیا، لیکن یہود کہنے لگے:

''اے محمد! (ﷺ) جانے دیجیے، ہمیں یہیں رہنے دیجیے، ہم کھیتی باڑی کریں گے اور زمینوں کی نگرانی و حفاظت کریں گے..... اس وقت اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس بھی ایسے نوکر چاکر نہیں تھے جو اس کھیتی باڑی کا کام کرتے اور نہ وہ اس قدر فارغ تھے کہ ان کاموں میں لگ جاتے۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی بات مان لی اور خیبر کو ان کے حوالے کر دیا۔ اس شرط پر کہ وہ باغات اور کھیتوں میں سے نصف اللہ کے رسول ﷺ کے حوالے کریں گے اور اس کے علاوہ جو کچھ سامنے آیا اس میں سے بھی حصہ نکالیں گے۔''

[أبو داؤد، كتاب الخراج، باب ما جاء في حكم أرض خيبر: ٣٠٠٦ و إسناده حسن لذاته۔ ابن حبان: ٥١٩٩ و إسناده حسن لذاته]

یہود کی عہد شکن حرکت کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے درگزر سے کام لیا۔ عہد شکنوں کو سزا دی اور باقی ساری قوم کو رہنے کی اجازت دے دی۔ مجاہدین کو کھیتی باڑی میں نہیں لگایا، اس لیے کہ اگر یہ کھیتی باڑی پر لگ گئے تو جہاد و قتال کون کرے گا؟ اور ابھی سارے جزیرۃ العرب کی فتح باقی ہے اور پھر قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو فتح کون کرے گا؟

خیبر کے سردار کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب ہم نے زور و قوت سے خیبر پر قبضہ کر لیا اور قیدی ایک جگہ اکٹھے ہو گئے تو اس دوران حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: ''اے اللہ کے نبی (ﷺ)! قیدیوں میں سے مجھے بھی ایک لونڈی عطا فرما دیجیے!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ ایک لونڈی لے لو۔''

اب دحیہ (رضی اللہ عنہ) نے حیی کی بیٹی صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو پسند کر لیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قیدی عورتوں میں ہم نے اس جیسی کوئی عورت نہیں دیکھی۔'' ایک اور شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: ''اے اللہ کے نبی (ﷺ)! آپ ﷺ نے حیی کی بیٹی صفیہ، دحیہ (رضی اللہ عنہ) کے حوالے کر دی، وہ تو بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی ہے۔ بنو نضیر کی چوھدرانی ہے، وہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں۔'' یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دحیہ اور صفیہ رضی اللہ عنہما کو بلاؤ۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں: ''حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو لایا گیا اور جب اللہ کے رسول ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو دحیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''قیدی عورتوں میں سے تم اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔'' اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔''

[مسلم، كتاب النكاح، باب فضيلة إعتاقة أمته ثم يتزوجها : ١٣٦٥/٨٤ قبل ١٤٢٨]

یہودن نے زہر آلود گوشت کھلا دیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''ایک یہودی عورت بکری کا زہر آلود گوشت لے کر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے تھوڑا سا کھا لیا (اس کے بعد فرمایا کہ اس میں تو زہر ملایا گیا ہے۔) چنانچہ اس عورت کو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے عورت سے اس حرکت کے بارے میں پوچھا تو وہ اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگی: ''میرا پروگرام آپ کو قتل کرنے کا تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھے ایسی ہمت دینے والا نہیں کہ تو مجھے قتل کر سکے۔''

اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے: ''اجازت ہو تو ہم اس عورت کو قتل کر دیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالکل نہیں!''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں: ''مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے تالو میں ہمیشہ اس زہر کا اثر رہا۔''

[مسلم، كتاب السلام، باب السم: ٢١٩٠]

قربان جائیں رسول کریم ﷺ کے اخلاق پر کہ یہودن اقرار بھی کر رہی ہے مگر آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے اسے قتل نہیں کروایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ ہم سب نے بنایا تھا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں: ''خیبر کی فتح کے بعد آپ ﷺ کے سامنے بھنی ہوئی بکری پیش کی گئی۔ اس میں زہر ملا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا: ''یہاں جو یہودی ہیں، ان سب کو میرے سامنے پیش کرو۔'' وہ پیش کر دیے گئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں کہا: ''میں تم سے کچھ پوچھنے والا ہوں، کیا تم مجھے اس کے متعلق سچ سچ بتلا دو گے؟'' یہودی کہنے لگے: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے اس بکری میں زہر ملانے کا پروگرام بنایا تھا؟'' کہنے لگے: ''ہاں!'' اس پر آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے یہ حرکت کس وجہ سے کی؟'' کہنے لگے: ''ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ (ﷺ) جھوٹے نبی ہوں گے تو آپ سے ہماری جان چھوٹ جائے گی اور اگر آپ (ﷺ) سچے نبی ہوئے تو زہر آپ (ﷺ) کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔''

[بخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی سم النبی ﷺ: ۵۷۷۷۔ طبقات ابن سعد: ۸۸/۲، ۸۹، ۱۵٤ و إسناده صحیح]

ثابت ہو گیا کہ اس پروگرام کے پیچھے اکیلی عورت نہ تھی بلکہ یہ سارے یہودیوں کا طے شدہ منصوبہ تھا۔

اس جرم کی پاداش میں آپ ﷺ سارے منصوبہ ساز یہودیوں کو قتل کرنے کا حق رکھتے تھے مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے درگزر کیا اور انھیں کچھ نہیں کہا جبکہ یہ یہودی ایسے جھوٹے اور بدفطرت تھے کہ زہر آلود گوشت کی وجہ سے آپ ﷺ کے شہید نہ ہونے کے باوجود وہ ایمان نہ لائے، حالانکہ وہ خود کہہ رہے تھے کہ ہم نے یہ حرکت اس لیے کی تاکہ ہمیں پتا چل جائے کہ آپ ﷺ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں یا سچے؟

شہادت پر مبارکباد دینے کا کلچر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں: ''ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ ''وادی القریٰ'' کی طرف چل دیے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کا غلام بھی تھا۔ اسے ''مِدعَم'' کہا جاتا تھا۔ بنو ضباب کے ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ غلام بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ جب وہ اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رسول ﷺ کا کجاوہ سواری سے اتار رہا تھا تو کسی نا معلوم سمت سے ایک تیر آیا اور اس غلام کو جا لگا۔ اس پر صحابہ کہنے لگے:

((هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ))

''اسے شہادت مبارک ہو۔''

اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''بالکل نہیں! اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے قبل ہی مال غنیمت میں سے چرا لی تھی، وہ اس پر آگ کا الاؤ بن کر بھڑک رہی ہے۔''

یہ سننا تھا کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک یا دو تسمے حاضر کر کے کہنے لگا: ''میں نے یہ اٹھا لیے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر پیش نہ کیے جاتے تو یہ بھی آگ بن جاتے۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ٤٢٣٤]

ثقہ وصدوق تابعی صلہ بن اشیم رحمہ اللہ کا بیٹا کسی معرکہ میں شہید ہو گیا، چنانچہ عورتیں شہید کی ماں معاذہ بنت عبداللہ کے پاس آ کر بین کرنے لگیں، اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شاگردہ معاذہ نے کہا:

((اِنْ كُنْتُنَّ جِئْتُنَّ لِتَهْنِئَنِي فَمَرْحَبًا بِكُنَّ وَ اِنْ جِئْتُنَّ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَارْجِعْنَ))

[كتاب الزهد للإمام أحمد : ص ٢٠٨ و إسناده صحيح۔ طبقات ابن سعد : ٧/ ٩٩، ت ٣٠٢٢ و إسناده صحيح]

''اگر تو تم مجھے (میرے بیٹے کی شہادت پر) مبارک باد دینے آئی ہو تو میں آپ کو خوش آمدید کہتی ہوں اور اگر اس کے علاوہ (بین وغیرہ کرنے) آئی ہو تو پھر واپس چلی جاؤ۔''

شہادت پر مبارکباد دینے کا کلچر صحابہ کرام اور تابعین میں رواج پذیر تھا۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ چاہے کوئی اللہ کے رسول ﷺ کا خدمتگار ہی کیوں نہ ہو، میدان جہاد میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیانت کرے گا تو جہنم کی آگ سے بچ نہ پائے گا۔

تیر لگنے کا یہ واقعہ وادی القریٰ میں پیش آیا تھا۔ وادی القریٰ یہودیوں کا علاقہ تھا۔ اس علاقے کو موجودہ دور میں ''العلاء'' کہا جاتا ہے۔ العلاء کا شہر مدینہ منورہ سے ۳۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور اس کا تعلق مدینہ منورہ کے صوبہ سے ہے، خیبر سے ''العلاء'' کا فاصلہ ۱۹۰ کلومیٹر کے قریب ہے۔

دلہن کا بناؤ سنگھار:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے: ''حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ابھی دلہن بن کر آئی ہی تھیں کہ ان کا خاوند قتل ہو گیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر واپس مدینہ روانہ ہوئے، حتیٰ کہ جب ہم ''صہبا'' کے بند کے پاس پہنچے تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پاک ہو گئیں۔'' صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ''یہاں اللہ کے رسول ﷺ کے لیے خیمہ نصب کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا اور فرمایا: ''ان کا بناؤ سنگھار کرو۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ٤٢١١۔ مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة إعتاقة أمته ثم یتزوجها : ۸۷/ ۱۳٦٥، بعد ۱٤۲۷]

ثابت ہوا دلہن کے لیے بناؤ سنگھار اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے مجاہدین کو ولیمہ کھلایا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب صبح ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''جس کے پاس ضرورتِ سفر سے زائد کھانے کا سامان ہو وہ اس سامان کو ہمارے پاس لائے۔''

اب جس کے پاس کھجوریں ضرورت سے زیادہ تھیں وہ کھجوریں لا رہا تھا، کوئی ''جو'' لا رہا تھا اور کوئی ستو لا رہا تھا، حتیٰ کہ ایک ڈھیر لگ گیا۔ ان ساری چیزوں کو ملا کر ''حیس'' بنا دیا گیا۔

[مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة إعتاقة أمته..... الخ : ۸٤/ ۱۳٦٥ بعد ۱٤۲۷]

صحیح بخاری کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا ولیمہ کھانے کے لیے مسلمانوں کو دعوت دی۔ آپ ﷺ کے ولیمہ میں نہ تو روٹی تھی اور نہ گوشت تھا، ایسا ہوا کہ اب اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ وہ بچھا دیا گیا تو اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ٤٢١٣]

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ''سب مجاہدین ولیمے کی دعوت کھانے اور قریب ہی بارش سے بنے پانی کے حوضوں سے پانی پینے لگے، تو یہ تھا اللہ کے رسول ﷺ کا ولیمہ جو اس وقت کیا گیا۔''

صحیح بخاری کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید آگاہ کرتے ہیں: ''یہاں خیبر اور مدینہ کے درمیان اللہ کے رسول ﷺ نے تین دن قیام فرمایا۔'' اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بتلایا: ''آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور ان سے شادی کی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کرنا ہی ان کا حق مہر تھا۔''

[مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة إعتاقة أمته ثم یتزوجها : ١٣٦٥/٨٨، بعد ١٤٢٧۔ بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر : ٤٢١٣، ٤٢٠١]

چاند میری گود میں آ گرا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ پر سبز نشان دیکھا تو پوچھا: ''اے صفیہ! یہ سبز نشان کیسا ہے؟'' انھوں نے بتلایا: ''ابی حقیق کے بیٹے کی گود میں میرا سر تھا اور میں سو رہی تھی۔ اسی دوران میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آن گرا ہے۔ میں نے یہ خواب اسے سنایا تو اس نے مجھے طمانچہ دے مارا اور کہنے لگا: ''تو یثرب کے بادشاہ کی خواہش کرتی ہے؟''

[طبرانی کبیر : ٦٧/٢٤، ح : ١٧٧ و إسناده حسن لذاته۔ ابن حبان : ٥١٩٩ و إسناده حسن لذاته۔ دلائل النبوة للبیهقی : ٢٣٠/٤ و إسناده حسن لذاته]

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ خواب پورا ہو گیا اور مدینہ منورہ کا چاند ان کی گود میں آن گرا اور رسول کریم ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر بن گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفیہ رضی اللہ عنہا کا پاؤں شوہر کے گھٹنے پر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''اس کے بعد ہم مدینہ کی طرف چلنے لگے تو میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی عبا کو اونٹ کی کوہان کے ساتھ باندھ دیا، تاکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹ پہ بیٹھی اسے پکڑے رہیں، اس کے بعد آپ ﷺ اونٹ کے پاس بیٹھ گئے، اپنا گھٹنا یوں پھیلایا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پاؤں آپ ﷺ کے گھٹنے پر رکھا اور اونٹ پر سوار ہو گئیں۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر: ٤٢١١]

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ کے لیے کمال شفقت کا اظہار کرتے ہوئے اپنا گھٹنا پیش کیا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے تاجدار نبوت حضور عالی مقام ﷺ کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھا۔ ہندوؤں کا وہ معاشرہ جس میں یہ رواج ہے کہ بیوی اپنے خاوند کے پاؤں بے مقصد چھوتی ہے، قدموں میں گرتی ہے، ذلت اختیار کرتی ہے اور آج تک چلن یہی ہے۔ سبحان اللہ! قربان اس رسول ہاشمی ﷺ پر جنھوں نے شکست خوردہ قوم کی بیٹی کو بیوی بنایا تو ان کے پاؤں کو اپنے گھٹنے پہ رکھ کر اونٹ پر سوار کرایا اور عورت کی عزت و حرمت کو چار چاند لگا دیے۔

ساری رات رسول اللہ ﷺ کی سواری کے ساتھ ساتھ:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''آج تم زوال کے بعد (سارا دن) اور ساری رات چلتے رہو گے، اللہ نے چاہا تو کل پانی کے پاس پہنچ جاؤ گے۔''

چنانچہ لوگ چل پڑے، چلتے چلتے ایسے تھکے کہ کوئی کسی کی طرف دھیان نہ دیتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی متواتر چلتے ہی چلے گئے، حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ایک جانب چل رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ پر اونگھ طاری ہوئی اور آپ ﷺ اپنی سواری پر بیٹھے ایک جانب جھک گئے۔ میں نے جلدی سے آپ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ کو جگائے بغیر سہارا دیا تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر سفر جاری ہو گیا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ جب بہت رات گزر گئی تو آپ پھر جھکے، میں نے پھر آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا اور آپ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، حتیٰ کہ پچھلی رات ہو گئی، اللہ کے رسول ﷺ پھر ایک جانب کو جھک گئے، مگر اب کی بار تو اس قدر جھکے کہ بس گرنے ہی والے تھے، چنانچہ میں نے جلدی سے آپ ﷺ کو سہارا دیا، مگر اس بار آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کی: ''ابو قتادہ ہوں۔''

اس پر آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کب سے میرے ساتھ ساتھ چل رہے ہو؟''

میں نے عرض کی: ''جب سے اس رات کا سفر شروع ہوا ہے، میں متواتر آپ ﷺ کے ساتھ چل رہا ہوں۔'' اس پر آپ ﷺ نے یوں دعا دی:

((حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ))

[مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة ..... الخ : ٦٨١]

''جس طرح تو نے اللہ کے نبی ﷺ کی حفاظت کی اسی طرح اللہ تیری حفاظت کرے۔''

اللہ ہی ہے جسے اونگھ تک نہیں آتی، ورنہ ہر انسان جب تھکاوٹ سے چور ہوتا ہے تو اس پر اونگھ طاری ہو جاتی ہے اور وہ سو جاتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ جہاد و قتال کے سفر میں تھکاوٹ سے چور ہو چکے ہیں مگر آپ ﷺ کا جاں نثار اللہ کی توفیق سے اپنے سالار کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ وہ محافظ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت بھی کر رہا ہے اور جب آپ ﷺ گرنے لگتے ہیں تو وہ آگے بڑھ کر حفاظت کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے اور پھر اللہ کے رسول ﷺ سے دعا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے محافظوں کی خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

جس رب نے مجھے سلائے رکھا اسی نے.....:

حضرت ابو قتادہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''جب اللہ کے رسول ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس پلٹے تو رات بھر چلتے رہے، حتیٰ کہ جب آپ (ﷺ) اونگھنے لگے تو ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! (ﷺ) اگر ہم پڑاؤ ڈال

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں تو کیسا رہے گا؟'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خدشہ ہے کہ اس وقت پڑاؤ ڈال لیا تو تم سوتے رہ جاؤ گے اور نمازِ فجر جاتی رہے گی۔'' اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''آپ سب کو جگانا میرے ذمہ رہا۔'' اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا: ''ٹھیک ہے، آج رات تم پہرا دو۔''

اب سارے لوگ سو گئے جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے لگے، چنانچہ جس قدر اللہ کو منظور تھا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے اور پھر جب صبح قریب ہوئی تو انھوں نے مشرق کی طرف منہ کر لیا اور اپنی اونٹنی کے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ یوں بیٹھنا تھا کہ ان کی آنکھوں پر نیند نے غلبہ پا لیا اور وہ سو گئے، پھر نہ تو اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھ کھلی نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اور نہ صحابہ ہی میں سے کسی اور کی آنکھ کھل سکی، حتیٰ کہ سورج کی دھوپ جب ان کے چہروں پر پڑی تو سب سے پہلے جس کی آنکھ کھلی وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ یہ منظر دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ گھبرا گئے اور بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دینے لگے:

((يَا بِلَالُ! أَيْنَ مَا قُلْتَ؟))

''اے بلال! جو تو نے کہا تھا وہ کہاں گیا؟''

اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: ''اے اللہ کے رسول! (ﷺ) جیسی نیند آج آئی ایسی پہلے کبھی نہیں آئی اور بات یہ ہے کہ آپ (ﷺ) پر میرے ماں باپ قربان! اسی رب نے میرے نفس کو پکڑ کر نیند میں مبتلا کیا، جس نے آپ (ﷺ) کے ساتھ ایسا کیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَ رَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَاءَ))

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمھاری روحوں کو جب چاہتا ہے (نیند میں مبتلا کر کے) قبضے میں کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے ان روحوں کو تمھارے جسموں میں لوٹا کر (بیدار کر دیتا ہے۔)''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں سے اونٹوں کو ہانکو۔'' صحابہ کرام نے اونٹوں کو تھوڑا سا ہانکا تو نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ''چلو اور اذان کہو۔'' اس کے بعد آپ ﷺ نے وضو کیا اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھا چکے تو فرمایا: ''جس کی نماز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ جائے اسے جس ٹائم یاد آئے اسی وقت ادا کر لے۔"

[بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الأذان بعد ذهاب الوقت : ٥٩٥۔ مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتة ..... الخ : ٦٨٠، ٦٨١۔ أبوداؤد : ٤٣٥۔ ترمذی : ٣١٦٣۔ مسند أحمد : ٣٠٧/٥ ح : ٢٢٩٨٥ و إسناده حسن لذاته]

نیند نے سالار لشکر ﷺ اور پہرے دار سمیت تمام مجاہدین کو سلا دیا، اللہ کے رسول ﷺ کی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی اور اگلے دن پانی مل گیا۔ سورج چڑھے آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے پوری زندگی میں سورج چڑھے نماز فجر ایک ہی دفعہ پڑھائی اور یہ واقعہ جہاد کے سفر میں پیش آیا۔

قصواء نے ٹھوکر کھائی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "جب سارے لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اونٹنی کو ذرا تیز دوڑایا، ہم نے بھی اپنی سواریوں کو دوڑا دیا، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کی "قصواء" نامی اونٹنی نے ٹھوکر کھائی۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ گر پڑے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی گر پڑیں۔ آپ ﷺ اٹھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر چادر ڈالی۔"

[مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة إعتاقة أمته ..... الخ : ٨٧/١٣٦٥، بعد ١٤٢٧]

صحیح مسلم (۴۱۱) میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک بار گھوڑے سے بھی گرے تھے جس سے آپ ﷺ کے جسم مبارک کی دائیں جانب چھل گئی تھی۔ جی ہاں، لوگو! شہسوار ﷺ گرے تو جہادی سفر میں اور زخمی ہوئے تو جہادی وہیکل گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے۔ راہ جہاد کے یہ زخم اللہ کو بڑے محبوب ہیں اور پھر محبوب ﷺ کے زخم؟ بھلا کتنے پیارے ہوں گے؟ اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ دکھلا رہے ہیں کہ لوگو! میرا رسول ﷺ میرا محبوب ہے مگر وہ میرا ایک بندہ بھی ہے اور میں اپنے بندے اور رسول کو دعوتی اور جہادی زندگی میں انھی عام اور فطری طریقوں سے گزار رہا ہوں جن کا ہر شخص کو سامنا ہوتا ہے، تاکہ آنے والے دور میں کوئی یہ نہ کہے کہ وہ تو اللہ کے رسول ﷺ تھے، اللہ کے محبوب اور خلیل یعنی گہرے دوست تھے، ہم کٹھن راہوں کے راہی کیسے بن سکتے ہیں؟ نیز یہ بھی بتلا دیا کہ کائنات کو قائم رکھنے والا قیوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ ہی ہے۔ گرتوں کو تھامنے والا وہی ہے، لہٰذا عبادت اور سجدہ صرف اسی رب کے لیے جو سب گرتوں کو تھامنے والا ہے۔ اس طرح کی تکالیف سے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایسی تکالیف کو خود رسول اللہ ﷺ کو پہنچی ہیں، چنانچہ

۱۔ جو یتیم ہو اسے یتیمی کا خیال آئے تو جناب عبداللہ اور حضرت آمنہ کے درِّ یتیم ﷺ کو یاد کرے۔

۲۔ جس کا دادا فوت ہو جائے وہ حضور اکرم ﷺ کے دادا کی موت کو نگاہوں میں لائے۔

۳۔ جس کا چچا فوت ہو جائے وہ یاد کرے کہ رسول کریم ﷺ کے چچا ابو طالب بھی فوت ہوئے تھے۔

۴۔ جس کو بیوی کی جدائی کا صدمہ سہنا پڑے وہ سردار دو جہاں ﷺ کے غم کو دیکھے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تھی۔

۵۔ جس کی بیٹی فوت ہو وہ سوچے کہ محبوب رب العالمین ﷺ کی تین بیٹیاں ان کی زندگی میں فوت ہوئیں۔

۶۔ جس کا بیٹا فوت ہو وہ یاد کرے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے چار بیٹے فوت ہوئے۔

۷۔ جسے سسرالیوں کے ہاتھوں بیٹی کو تکلیف دیے جانے کا غم ستائے تو وہ رسول کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ستائے جانے کو یاد کرلے۔

۸۔ جب کسی کو یہ غم ستائے کہ وہ دنیا میں اکیلا ہے، اس کا نہ کوئی بھائی ہے نہ بہن ہے تو وہ رسول کریم ﷺ کو یاد کرلے کہ آپ ﷺ کا بھی نہ کوئی بھائی تھا اور نہ کوئی بہن تھی۔

۹۔ جس کے پاس اولاد نہ ہو تو وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جائے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس بھی اولاد نہ تھی۔

۱۰۔ جس کو سردرد اور بخار ہو وہ یہ سوچ لے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کو بھی بیماری کی یہ تکلیفیں آئی تھیں۔

الغرض، آپ ﷺ کی زندگی آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کے لیے زندگی کے ہر دکھ سکھ میں نمونہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالِ غنیمت کی وجہ سے مجاہدین خوشحال ہو گئے :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے سے فارغ ہوئے اور واپس مدینہ تشریف لے آئے تو وہ جائدادیں جو انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو دے رکھی تھیں، مہاجرین نے اب وہ جائدادیں اپنے انصار بھائیوں کو واپس کر دیں۔''

[بخاری، کتاب الهبة، باب فضل المنيحة : ٢٦٣٠]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا: ''اب تو کھجوریں پیٹ بھر کر کھائیں گے۔''

[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خيبر : ٤٢٤٢]

مسند احمد کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی خیبر کے مال غنیمت سے حصہ دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے لوگوں کے ہمراہ جب مدینہ آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خیبر جا چکے تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے خیبر جا پہنچے، وہ جب پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا، چنانچہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے، اسلام میں داخل ہو چکے تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بھی مال غنیمت سے حصہ دیا۔

[مسند أحمد : ٢/ ٣٤٥، ٣٤٦، ح : ٨٥٣٣ و إسناده صحيح]

اسی طرح صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حبشہ کے مہاجرین حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں واپس آ گئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے مہاجرین کو بھی خیبر کے مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔

[بخاری، کتاب فرض الخمس، باب و من الدليل ..... الخ : ٣١٣٦، ٤٢٣٣]

یہودیوں نے رشوت کی پیشکش کر دی :

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال خیبر کے یہودیوں کے پاس جاتے، پھلوں اور فصلوں کا حساب لگا کر ان سے حصہ وصول کرتے۔ یہود نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکوہ کیا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حصے کا حساب لگانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سختی کرتا ہے اور ادھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو رشوت دینے کی پیشکش کی، اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

((يَا اَعْدَاءَ اللّٰهِ ! أَتُطْعِمُوْنِي السُّحْتَ؟))

''اے اللہ کے دشمنو! تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو؟''

پھر کہنے لگے: ''یاد رکھو! اللہ کی قسم! میں اس ہستی (رسول کریم ﷺ) کی جانب سے آیا ہوں جو ساری دنیا کے لوگوں سے کہیں بڑھ کر مجھے محبوب ہے اور جہاں تک تمھارا تعلق ہے تو تم مجھے ساری انسانیت میں سب سے بڑھ کر مبغوض ہو، اس وجہ سے کہ تم ہی وہ لوگ ہو جنھیں بندر اور خنزیر بنایا گیا تھا، مگر اس کے باوجود سن لو! تمھارے ساتھ بغض اور اپنے نبی (ﷺ) کے ساتھ محبت اپنی جگہ، یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تمھارے ساتھ کوئی ناانصافی کروں۔'' یہ سن کر یہودی کہنے لگے:

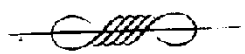
((بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ))

[ابن حبان : ٥١٩٩ و إسناده حسن لذاته۔ السنن الكبرى، للبيهقي : ٦/ ١١٤، ح : ١١٦٢٦۔ دلائل النبوة له : ٤/ ٢٢٩، ٢٣٠۔ ابو داوٗد : ٣٠٠٦ و إسناده حسن لذاته]

''اسی عدل کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔''

سبحان اللہ! اصحاب رسول ﷺ کا عدل بھی دیکھو، یہود کی خصلت بھی ملاحظہ ہو اور پھر ان کا اعترافِ حق بھی ملاحظہ ہو کہ دنیا قائم ہے تو ایسے عدل ہی کی وجہ سے قائم ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کی کیسی شاندار تربیت کی ہے، اللہ ان سے راضی ہو۔

قارئین کرام! اب ہم تذکرہ کرتے ہیں ان عرب قبائل کا جو مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑنے کی شرارتوں میں فوراً شامل ہو جایا کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی سرکوبی کے لیے مختلف دستے روانہ فرمائے اور ان کے علاقوں ہی میں انھیں توڑ کر رکھ دیا۔



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب سیر ہوئے اور ہم نے اپنے توشہ دان بھی بھر لیے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وضو کا پانی ہوگا۔ ایک آدمی ایک چمڑے کا برتن لایا جس میں ایک قطرہ پانی تھا آپ ﷺ نے اسے ایک پیالے میں ڈالا۔ ہم نے اسی سے وضو کیا اور خوب پانی استعمال کیا۔ ہم (1400) تھے اس کے بعد آٹھ اور آدمیوں نے کہا: کیا وضو کے لیے پانی ہے.....؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو سے فراغت ہو چکی ہے اب پانی نہیں۔ ❶

غزوۂ خیبر

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خیبر میں آئے اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ پر فتح مندی عطا کی تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ حسن و جمال سے مالا مال ہے اور اس کا خاوند فوت ہو چکا ہے۔ یہ ابھی دلہن ہی تھیں تو آپ ﷺ نے اپنے لیے صفیہ کو خاص کر لیا اور انھیں لے کر نکلے جب ہم ''سدالروحاء'' جگہ پر پہنچے، تو صفیہ اتریں اور نبی ﷺ کے ساتھ جمع ہوئیں پھر (صبح) آپ ﷺ نے ایک حلوہ سا بنا کر چھوٹے سے دسترخوان پر دعوت دی کہ اردگرد سے کچھ لوگ آئے۔ یہ رسول اکرم ﷺ نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا۔ اب ہم مدینے کی جانب روانہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ

يَحْوِيْ لَهَا وَرَاءَهُ بِعِبَاءَةٍ ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ ، فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ ، فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ

''سیّدہ کے لیے اپنی چادر سے پردہ کر رہے ہیں، پھر آپ ﷺ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنا گھٹنا مبارک نیچے رکھتے ہیں اور سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کے گھٹنے مبارک پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی ہیں۔'' ❷

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجر جب مکے سے مدینہ منوّرہ میں آئے تو ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی اور انصار زمیندار، جاگیر والے تھے تو انصار نے ان سے تقسیم کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ یہ مہاجروں کو ہر سال پھل دیں گے اور کام بھی خود کریں گے اور مشقت بھی یہ خود اٹھائیں گے، مہاجر کوئی تکلیف نہ اٹھائیں۔ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے

---

❶ مسلم: 1729

❷ مسلم: 2235

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کو کھجور کا ایک پھلدار درخت دیا تھا اور نبی ﷺ نے انہیں امّ ایمن لونڈی دی تھی جو کہ اسامہ بن زید کی والدہ تھیں۔ نبی ﷺ جب اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینے کی جانب واپس آئے تو مہاجروں نے انصار کے عطیات اور دودھ والے جانور انہیں واپس کر دیئے اور جو پھل وغیرہ تھے وہ بھی واپس کر دیئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے بھی میری والدہ امّ سلیم کا پھل والا درخت واپس کر دیا اور امّ ایمن کی جگہ اپنی جیب خاص سے باغ دے کر میری والدہ سے امّ ایمن کو لے لیا۔ ❶

✿ ایک روایت میں ہے امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں یہ عبداللہ بن عبدالمطلب، یعنی آپ ﷺ کے والد کی لونڈی تھیں۔ یہ حبشہ سے تھیں جب سیّدہ آمنہ نے رسول اکرم ﷺ کو جنم دیا تو آپ ﷺ کے والد عبداللہ فوت ہو چکے تھے آپ ﷺ بعد میں پیدا ہوئے۔ امّ ایمن آپ ﷺ کی پرورش کرتی تھیں جب رسول اکرم ﷺ بڑے ہوئے امّ ایمن کو آزاد کر دیا اور ان کا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات سے پانچ ماہ بعد یہ امّ ایمن بھی فوت ہوئیں۔ ❷

✿ بخاری 2/973 کی یہ حدیث شروع کتاب میں گزر چکی ہے جہاں یہودیوں کی جلاوطنی کا ذکر ہے کہ اہل خیبر نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ توڑ دیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد دلایا کہ جب تک اللہ کو منظور ہوگا ہم تمہیں جلاوطن نہیں کریں گے۔ مگر اہل خیبر نے عبداللہ پر تشدد کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطنی کا حکم دیا۔ تو انہوں نے بہت منّت وسماجت کی کہ ہمیں نبی ﷺ نے ٹھہرایا ہے اور جلاوطنی کا تو آپ نے ہم سے مزاحاً کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جھوٹ بولتے ہو، ان کے مالوں کی قیمت دے کر انہیں جلاوطن کر دیا۔

✿ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا میری خدمت کے لیے ایک لڑکا تلاش کرو۔ یہ کام خیبر کی طرف نکلنے سے پہلے ہو۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے پیچھے سوار کیا میں بلوغت کے قریب لڑکا تھا۔ مجھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت پر مامور ہوا۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے اور جس مقام پر اترتے۔ میں نے سنا کثرت سے آپ ﷺ یہ پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ

---

❶ بخاری: 2630

❷ مسلم: 1771

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

''اے میرے اللہ! میں غم اور پریشانی سے بے بسی اور سستی سے کنجوسی اور بزدلی سے قرض کے غلبے اور مردوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اس کے بعد ابھی جو سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی شادی کا ذکر بیان ہوا ہے، وہ ذکر کیا ہے اور جب نبی ﷺ مدینے کے قریب آئے، جبل احد کو دیکھا تو فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ''یہ پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔'' اور جب آگے بڑھ کر مدینے پر نظر پڑی تو کہا: اے میرے اللہ! اس کے دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ اسے ایسے ہی محترم قرار دیتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو محترم قرار دیا تھا اور دعا کی:

أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ [1]

''اے میرے اللہ! مدینے والوں کے صاع اور پیمانے میں برکت ڈال دے۔''

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہمیں یہ اطلاع ملی، ہم ابھی یمن میں تھے کہ رسول اکرم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ ہم ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف چل پڑے میں اور میرے دو بھائی بھی تھے ایک کا نام ابوبردہ اور دوسرے کا نام ابورہم تھا۔ میں ان دونوں سے چھوٹا تھا۔ ہماری قوم کے 55 یا 53 آدمی تھے۔ ہم کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی نے ہمیں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس لا ڈالا۔ وہاں ہم جعفر بن ابوطالب اور ان کے ساتھیوں سے ملے تو جعفر نے کہا: کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہیں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے تو تم بھی ہمارے ساتھ ہی ٹھہر جاؤ۔ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا ہم ان کے ساتھ ہی ٹھہر گئے، پھر ہم مدینے میں سب اکٹھے مل کر آئے۔ جب ہم آئے تو نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ اس سے ہمیں بھی باقاعدہ حصہ دیا حالانکہ کسی اور کو جو خیبر میں شریک نہ تھا کسی کو حصہ نہ دیا تھا۔ صرف ہمیں کشتی والوں کو اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کے لیے حصہ تقسیم کیا تھا۔ [2]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو نبی ﷺ کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش

---

[1] مسلم: 1365

[2] بخاری: 3136 ، مسلم: 2502

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہاں کے تمام یہودیوں کو اکٹھا کرو۔ وہ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں تم مجھے اس کا جواب سچ کے ساتھ دینا۔

انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ ان سے نبی ﷺ نے پوچھا بتاؤ! تمہارا باپ کون ہے.....؟ انہوں نے کہا: ہمارا باپ فلاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو! تمہارا باپ تو فلاں ہے۔ کہنے لگے: آپ نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ یہ بات دہرا کر کہا: میں ایک سوال کرنا چاہوں گا تم اس کے متعلق مجھے سچ سچ بتانا۔ انہوں نے کہا: ابوالقاسم ﷺ! ہم سچ بتائیں گے اگر ہم نے جھوٹ کہا تو جیسا آپ نے ہمارے متعلق سچ جان لیا ہے اس کا بھی آپ کو پتہ چل جائے گا۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا: بتاؤ! دوزخ والے کون ہیں.....؟ انہوں نے کہا: ہم کچھ دیر وہاں جائیں گے اور پھر ہم وہاں سے باہر آ جائیں گے اور تم ہمارے بعد دوزخ میں جاؤ گے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اِخْسَئُوْا فِيْهَا ''اس میں دفع ہو جاؤ'' ہم کبھی بھی تمہارے پیچھے دوزخ میں نہ جائیں گے۔ نبی ﷺ نے پھر فرمایا: اگر میں تم سے سوال کروں تو سچ جواب دو گے.....؟ انہوں نے کہا: ہاں سچ بولیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا

''کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے.....؟''

انہوں نے کہا: ہاں! ملایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں ملایا ہے.....؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اگر آپ ﷺ جھوٹے ہیں تو آپ ﷺ کو ختم کر کے ہم راحت پائیں اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو نقصان نہ ہوگا۔ [1]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حبشہ پہنچے اور پھر جعفر طیار کے ساتھ مدینے آنے کی بات سنا کر کہتے ہیں کہ کشتی سے بچ کر جو لوگ ہم سے پہلے پہنچے تھے، ہم آئے تو وہ کہنے لگے: ہم ہجرت میں سبقت لے گئے ہیں۔ درمیان میں یہ ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آئیں یہ بھی ہمارے ساتھ کشتی میں آئی تھیں۔ یہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تاکہ ان سے ملاقات کریں کیونکہ یہ بھی حبشہ کی مہاجرہ تھیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دیکھا کہ اسماء حفصہ کے پاس بیٹھی ہیں۔ پوچھا: حفصہ! یہ کون ہے.....؟ انہوں نے کہا: یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

[1] بخاری: 3169

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: اچھا! یہ حبشہ والی ہے اور سمندر والی ہے۔ اسماء نے کہا: ہاں! وہی ہوں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ہجرت میں تم پر سبقت رکھتے ہیں اور ہم تمہاری نسبت رسول اکرم ﷺ کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسماء یہ سن کر غضبناک ہوئیں، کہا: ہرگز ایسا نہیں ہے! تم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ تم میں سے جو بھوکا ہوتا آپ اسے کھانا کھلاتے اور جو انجان ہوتا اسے وعظ سناتے جب کہ ہم اس سرزمین پر تھے جہاں کے لوگ ہم سے بہت دور تھے اور حبشہ میں ہم بغض کا شکار تھے اور یہ صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے ہی تھا۔

وَأَيْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا

''اللہ کی قسم! میں نہ تو کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی۔''

جب تک آپ کی یہ بات میں رسول اکرم ﷺ سے ذکر نہ کرلوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تم پیچھے رہ گئے ہم ہجرت میں آگے بڑھ گئے۔ میں رسول اکرم ﷺ سے کہوں گی ہم وہاں ہمیشہ ہراساں رہے اور اذیت میں مبتلا رہے۔ واللہ! یہ پوری پوری بات آپ سے ذکر کروں گی نہ جھوٹ بولوں گی نہ ٹیڑھا پن ہوگا اور نہ ہی اس میں اپنی طرف سے اضافہ کروں گی۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اللہ کے نبی! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا ہے کہ تم پیچھے رہ گئے ہو ہم آگے بڑھ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کہا.....؟ میں نے بتایا کہ میں نے یہ جواب دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مجھ پر زیادہ حق نہیں رکھتے۔ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تو ایک ہجرت ہے وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ ''اور اے کشتی والو! تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں۔'' اس کے بعد ابوموسیٰ اور کشتی والے ٹولیوں کی صورت میں میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کے متعلق مجھ سے پوچھتے تھے۔ یہ حدیث دنیا میں سب سے زیادہ ان کی مسرت کا باعث تھی اور اس کی ان کے دلوں میں بہت بڑی قدر تھی کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں دو ہجرت والا قرار دیا تھا۔

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تو یہ حدیث مجھ سے بار بار سنا کرتے تھے۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ آپ کے پاس عمدہ کھجوریں لایا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح ہیں.....؟ اس نے کہا: نہیں!

---

[1] بخاری: 4230، مسلم: 2503

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول! ہم دو صاع عام کھجور کے دیتے ہیں اور ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو!

بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا [1]

''یہ ملی جلی کھجوریں درہموں کے عوض فروخت کرو، پھر دراہم سے یہ چنی ہوئی کھجوریں لو۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھیں کہ رستہ میں سواری پھسل گئی۔ نبی ﷺ گر پڑے اور آپ ﷺ کی اہلیہ بھی گر گئیں۔ یہ دیکھ کر سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ گر گئے ہیں۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاءَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ...؟

''اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ پر قربان! کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی.....؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! لیکن میری بیوی کو پکڑو! سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا اور خاتون کی طرف گئے اور اسے اس پر الٹ دیا۔ اب خاتون کھڑی ہوئی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری تیار کی اور سب سفر پر روانہ ہو گئے۔ جب یہ مدینے کے باہر تھے اور قریب سے مدینہ نظر آنے لگا تو نبی ﷺ نے کہا:

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

''ہم لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔'' [2]

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم خیبر کو فتح کر کے واپس لوٹے تو ہم رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے بے تحاشا لہسن کھایا کیونکہ سب بھوکے تھے، پھر ہم مسجد میں گئے تو رسول اکرم ﷺ نے بدبو محسوس کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيْثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبْنَا فِي الْمَسْجِدِ

---

[1] بخاری: 2201

[2] بخاری: 3086، مسلم: 1345

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''جس نے یہ خبیث درخت میں سے کچھ کھایا ہو تو وہ مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔''

اب لوگ یہ کہنا شروع ہو گئے کہ یہ حرام ہے یہ حرام ہے۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: لوگو!

إِنَّهُ لَيْسَ بِيْ تَحْرِيْمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لِيْ وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيْحَهَا

''میرے لائق نہیں کہ میں وہ چیز جسے اللہ نے حلال کیا ہے اسے حرام کہوں، البتہ یہ ایسا درخت ہے کہ میں اس کی ہوا کو پسند نہیں کرتا۔'' ❶

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار خریدا جو کہ (12) دینار میں میں نے لیا تھا۔ اس میں سونا بھی تھا اور موتی بھی تھے میں نے اسے علیحدہ علیحدہ کر دیا تو میں نے دیکھا کہ یہ بارہ دینار سے زیادہ ہے۔ میں نے اس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک سونا علیحدہ اور موتی علیحدہ نہ کر لیے جائیں۔ ❷

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا مشرک شکست کھا گئے تو ہم ان کی سواریوں میں مصروف جو بھی اونٹ ملے لوگوں نے جلدی سے ذبح کیے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہنڈیاں جوش مارنے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں الٹ دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد مال تقسیم کیا آپ ﷺ نے ہر دس آدمیوں کو ایک بکری دی میرے ساتھ والے نو تھے اور دسواں میں مل گیا تو ہمیں بھی ایک بکری مل گئی۔ ❸

---

❶ مسلم: 565

❷ مسلم: 1591

❸ **سندہ صحیح:** دارمی: 296/2، حاکم: 146/2، احمد بن حنبل: 19058

تحقیق الحدیث: یہ حاکم نے عبیداللہ کے طریق سے بیان کی ہے۔ عبداللہ بن جعفر بن غیلان رقی ابوعبدالرحمن قریشی مولیٰ۔ یہ ثقہ ہے لیکن یہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا اس کا اختلاط زیادہ فحش نہیں۔ یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 298)

یہاں یہ منفرد نہیں اس کی متابعت ہوئی ہے اور عبیداللہ بن عمرو بن ابوالولید رقی ابووہب اسدی ثقہ اور فقیہ ہے کبھی وہم کا شکار ہوتا ہے۔ (تقریب: 373) اس کا شیخ جو کہ زید بن ابی انیسہ انصاری ہے کنیت اس کی ابواسامہ ہے یہ کوفی ہے پھر یہ ''الرھا'' میں سکونت پذیر ہو گیا۔ ثقہ ہے کچھ یہ مفرد روایات بیان کرتا ہے۔ (تقریب: 222) اس نے یہ حدیث قیس بن مسلم جدلی کوفی سے سنی ہے جو کہ ثقہ ہے مرجئہ فرقہ سے ہونے کی تہمت اس پر لگی ہے۔ (تقریب: 458) اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری مدنی ثم کوفی ثقہ ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے سماع حدیث میں اختلاف ہے (تقریب: 349) طبرانی: 78/7 میں اس کی متابعت موجود ہے۔ متابعت والے راوی یہ ہیں غیلان بن جامع قیس بن مسلم۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ۔ غیلان کوفہ کا قاضی ہے اور ثقہ ہے اور یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 443) اور یزید بن عبدالرحمن ابوخالد دالانی۔ قیس (طبرانی اوسط: 161/1)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے گروہ کے ساتھ مل کر مدینے میں آیا نبی ﷺ خیبر میں تھے آپ ﷺ نے سباع بن عرفطہ کو مدینے پر نائب بنایا تھا جب میں پہنچا تو آپ، یعنی سباع صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں سورت مریم پڑھ رہے تھے اور دوسری رکعت میں مطففین پڑھتے تھے۔ میں نے دل میں کہا: فلاں کو ہلاکت ہے جب ماپ کر لیتا ہے تو پورا ماپ کر لیتا ہے اور جب ماپ کر دیتا ہے تو کمی کرتا ہے۔ جب انھوں نے نماز پڑھ لی تو ہمیں کچھ زادِ راہ دیا حتی کہ ہم خیبر میں آئے تو نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کی اور ہمیں حصہ میں شامل کر لیا۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اسلام لانے کے ارادہ سے آیا تو میرے ساتھ میرا ایک غلام بھی تھا۔ ہم ایک دوسرے سے بھٹک گئے یہ بعد میں آیا اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی نبی ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَاهُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ

''ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام دیکھو یہ آ گیا ہے!''

یہ دیکھ کر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: أَمَا أَنِّيْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر اسے آزاد کرتا ہوں تو اس نے کہا:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا

عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

''اے رات! تیری درازی اور پُر مشقت ہونے کے باوجود (مجھے کوئی ملال نہیں) کیونکہ تیرے اندر مجھے کفر کے گھروندے سے نجات ملی ہے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل خیبر سے لڑائی کی اور انہیں محل میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا اور ان کی زمین اور کھیتی اور نخلستان پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اس شرط پر آپ سے صلح کی کہ یہ یہاں سے جلاوطن ہو جائیں اور یہ یہودی اپنی سواریوں پر جو بھی اٹھا کر لے جا سکتے ہیں، وہ لے جائیں اور جو چاندی یا

---

[1] **سندہ قوی:** احمد: 8552، حاکم: 38/2، اس نے ضثیم بن عراک کی سند سے بیان کی ہے، بیہقی: 334/6، طبرانی اوسط: 161/3
تحقیق الحدیث: عراک بن مالک غفاری کنانی المدنی ثقہ اور فاضل ہے (تقریب: 388) اس کے بیٹے ضثیم بن عراک بھی لا بأس بہ (تقریب: 192)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سونا ہوگا وہ رسول اکرم ﷺ کا ہوگا، یہودی نہیں لے جائیں گے اور رسول اکرم ﷺ نے اہل خیبر سے یہ شرط منوائی تھی کہ یہ ایک چیز نہ چھپائیں گے نہ ہی غائب کریں گے۔ اگر یہ چھپائیں گے تو پھر کوئی معاہدہ نہ ہوگا نہ ہی حفاظت ہوگی۔ یہودیوں نے ایک مٹکا غائب کر دیا جس میں مال اور زیور تھا یہ حیی بن اخطب کا تھا جب یہ خیبر کی جانب آیا تھا تو اسے بھی ساتھ اٹھالایا تھا جب نضیر قبیلے والے جلاوطن کیے گئے تھے تو وہ خیبر میں مٹکا ساتھ لے آیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے حیی کے چچا سے کہا:

مَا فُعِلَ مَسْكُ حُيَيٍّ الَّذِيْ جَآءَ بِهِ مِنَ النَّضِيْرِ

''اس مٹکا کا کیا بنا ہے جو حیی بنونضیر سے لایا تھا۔''

اس نے کہا: وہ تو اخراجات اور جنگوں کی نذر ہو گیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

أَلْعَهْدُ قَرِيْبٌ وَالْمَالُ أَكْثَرُ مِنْ ذَالِكَ

''ابھی تھوڑی ہی مدت ہوئی ہے اور مال زیادہ ہے'' اتنا خرچ کرنے سے وہ ختم نہیں ہوسکتا۔ صحیح صحیح بتاؤ۔

رسول اکرم ﷺ نے حُیی کے چچا کو سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تا کہ اسے سختی سے منوائیں انہوں نے سختی کی تو اس نے بتایا۔ اس سے پہلے حیی ایک ویرانے میں گیا تھا تو اس کے چچا نے کہا کہ میں نے حیی کو ویرانے میں گھومتے دیکھا ہے وہ اس جگہ گھوم رہا تھا لوگ! اسے ساتھ لے گئے اور اس کی اشارہ کردہ جگہ پر گھومتے رہے تو ویرانے سے وہ مٹکا مل گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کروا دیا ان میں سے ایک صفیہ بنت حیی بن اخطب کا خاوند تھا۔ اور رسول کریم ﷺ نے ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے عہد شکنی کرنے کی وجہ سے ان کے مال تقسیم کر دیئے اور ارادہ کیا کہ انہیں جلاوطن کر دیا جائے انہوں نے منّت وسماجت کی کہ محمد ﷺ

دَعْنَا نَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاَرْضِ نُصْلِحُهَا وَنَقُوْمُ عَلَيْهَا

''ہمیں یہیں رہنے دو! ہم زمین کی اصلاح کریں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے۔''

جلاوطن نہ کریں! رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نوکر نہ تھے جو اس زمین کی نگرانی کرتے، صحابہ فارغ نہ تھے، لہٰذا خیبر کی سرزمین بٹائی پر انہیں دے دی۔ کھیتیاں، کھجوریں اور جو چیز بھی رسول اکرم ﷺ نے مناسب تصور کی وہ بھی بٹائی پر دے دی۔ اب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال ان کے پھلوں کا اندازہ لگانے میں سختی سے کام لیتے ہیں یہودیوں نے انھیں رشوت دینے کی کوشش کی تو عبداللہ نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا أَعْدَاءَ اللهِ أَتُطْعِمُوْنِيْ السُّحْتَ اللہ کے دشمنو! تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو.....؟ واللہ! میں اس ہستی کی طرف سے آیا ہوں جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے بندروں اور خنزیروں سے زیادہ مبغوض ہو۔ اس کے باوجود

وَلَا يَحْمِلُنِيْ بُغْضِيْ إِيَّاكُمْ وَحُبِّيْ أَيَّاهُ عَلٰى أَنْ لَّا أَعْدِلَ عَلَيْكُمْ

''کہ مجھے تم سے بغض ہے اور نبی کریم ﷺ سے محبت ہے، تمہارا بغض اور پیارے پیغمبر کی محبت کے باوجود میں عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔''

یہودی پکار اٹھے.....! بِهٰذَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ ''اسی عدل کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔'' سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اکرم ﷺ نے نکاح کے بعد خلوت کی تو ان کے چہرے کی جلد پر زردی دیکھی تو پوچھا: يَاصَفِيَّةُ مَا هٰذِهِ الْخُضْرَةُ ''صفیہ یہ نیل سا کیسا ہے.....؟'' انہوں نے بتایا کہ میرا سر ابن ابی حقیق کی گود میں تھا چونکہ اس سے نکاح ہو چکا تھا اور میں لیٹی ہوئی تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں گرا ہے میں نے یہ خواب اسے سنایا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا: تم یثرب کے بادشاہ کے پاس جانے کی آرزو مند ہو، یہ وہ نیل ہے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے خاوند اور میرے بھائی اور میرے باپ کو نبی ﷺ نے قتل کروا دیا تھا، اس وجہ سے رسول اکرم ﷺ سے مجھے سب لوگوں سے بڑھ کر دل میں بوجھ سا تھا، آپ ﷺ ہمیشہ مجھے اس انداز سے ٹھنڈا کرتے رہے کہ تیرے باپ نے عرب کو اکٹھا کر کے میرے خلاف چڑھائی کی اور اس کا ایک ایک کام مجھے بتاتے رہے حتی کہ یہ گرانی میرے دل سے ختم ہو گئی، یعنی پہلے ایک فطرتی طور پر دل میں کدورت سی تھی کہ آپ نے میرے باپ، خاوند اور بھائی کو مروا دیا ہے، لیکن جب آپ نے مجھے صورتِ حال سے آگاہ کیا تو میری یہ غلط فہمی دور ہوئی اور حقیقت کھل کر سامنے آ گئی تو یہ کدورت محبّت میں بدل گئی۔ رسول اکرم ﷺ اپنی ہر بیوی کو سالانہ کھجور اڑتالیس سو صاع دیتے تھے اور (1200) صاع جَو دیتے تھے۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت تھا تو یہودیوں نے دھوکا دیا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو گھر کی چھت سے نیچے گرا دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کے پاس خیبر کا حصہ ہے وہ یہاں حاضر کر دے۔ جب انھوں نے حاضر کر دیا تو آپ نے یہ مال ان کے درمیان تقسیم کر دیا۔ یہودیوں کا ایک رئیس کہنے لگا: ہمیں جلا وطن نہ کیجیے ہمیں اسی طرح رہنے دو جس طرح ہمیں رسول اکرم ﷺ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ٹھہرا رکھا تھا اسی طرح ہم رہیں۔ ان کے رئیس سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے میں رسول اکرم ﷺ کے فرمان کو بھول گیا ہوں آپ ﷺ نے ہمیشہ ٹھہرنے کا نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا تھا۔ وہ کیفیت کیسی عبرتناک ہوگی جب تمہاری سواری تمہیں لے کر شام کی جانب روانہ ہوگی تمہیں عہد شکنی کا مزہ ضرور چکھایا جائے گا اور خیبر سے حاصل شدہ مال جو تھا وہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اہل حدیبیہ میں تقسیم کر دیا۔ ❶

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے آئے اور ریت والی زمین میں اترے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ يَّكْلَؤُنَا ''ہماری نگرانی کون کرے گا.....؟'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کروں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم سو جاؤ! لوگ سو گئے۔ اتنی دیر میں سوئے رہے کہ آفتاب طلوع ہو گیا پھر لوگ بیدار ہوئے ان میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اٹھے تو کہنے لگے: رسول اللہ سے بات کریں، آپ سوئے تھے جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا: إِفْعَلُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ جس طرح فجر کی نماز روزانہ پڑھتے ہیں، اب بھی اسی طرح پڑھو۔ ہم نے یہی کیا۔ اور آپ ﷺ نے قانون بنا دیا کہ جو سو جائے یا بھول جائے وہ اسی طرح کرے۔ اسی دوران رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اسے تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی رسی درخت کے ساتھ لٹک گئی ہے۔ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نہایت ہی مسرت سے اس پر سوار ہوئے۔ نبی ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ پر شدت طاری ہو جاتی تھی۔ ہم اسے پہچان جاتے تھے۔ آپ ﷺ ہمارے پیچھے علیحدہ چلے گئے اور آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ ہم پہچان گئے کہ یہ شدت وحی اترنے کی ہے۔ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا کہ میرے اوپر سورۃ الفتح اتری ہے۔ ❷

---

❶ **سندہ صحیح:** ابن حبان: 607/11۔ طبرانی: 67/24؛ بیہقی: 137/9، الاحاد والمثانی: 441/5

تحقیق الحدیث: یہ حماد کے طرق سے ہے حماد بن سلمہ، عبیداللہ بن عمر، نافع، ابن عمر، عبیداللہ بن عمر بن حفص ثقہ اور ثبت ہے، نافع سے جو کہ ثقہ امام ہے اس سے روایت کرنے میں بہت زیادہ ثقہ ہے۔ (1/537)

❷ **سندہ صحیح:** احمد بن حنبل: 4421۔ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ارواء الغلیل: 293، ابوداؤد: 447، ابن ابی شیبہ: 390/7، نسائی کبریٰ: 267/5، بزار (زوائد) 202/1، طبرانی: 226/10

تحقیق الحدیث: یہ سب ثقہ راوی کے طرق سے بیان کرتے ہیں جو کہ جامع بن شداد ہے۔ تفصیل یہ ہے عبدالرحمن بن ابوعلقمہ، عبداللہ بن مسعود

ملاحظہ: مؤلف کہتے ہیں: اس سند کی تصحیح پر تفصیل کی ضرورت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء میں یہ کہنے پر ہی اکتفا کیا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ انہوں نے اس کا سند و متن بیان نہیں کیا۔ انہوں نے بخاری کا ایک شاہد بیان کیا ہے اور اسے مسلم کی حدیث کے متوازی پیش کیا ہے جو اس قصے کے مماثل ہے۔ لیکن باریک بینی سے اگر سند و متن میں غور کیا جائے تو ہماری بات شیخ رحمہ اللہ کی تصحیح پر جو بیان ہوئی ہے اس میں ہم معذور ہیں۔ مسلم والی حدیث خیبر کے متعلق وضاحت کرتی ہے اور یہ حدیث حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتی ہے یہ تو متن پر بات ہے۔ سند کے متعلق یہ بحث ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کی صحبت مشکوک ہے۔ یہ وہ راوی ہے جس نے وفد ثقیف کا واقعہ بیان کیا ہے۔ امام دارقطنی نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں: اس کی صحبت درست ثابت نہیں اور نہ ہی ہم پہچانتے ہیں۔ ابوحاتم کہتے ہیں: یہ تابعی ہے اسے صحابیت کا شرف حاصل نہیں۔ ہم اگر اسے کبیر تابعی بھی قرار دیں اور اس سے دو ثقہ بیان کرتے ہیں وفد ثقیف کا واقعہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے۔ ابن عبدالبر اور ابن قیم کا بھی ادھر ہی میلان ہے کہ یہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دنوں میں رسول اکرم ﷺ فجر کی نماز کے بعد اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں جب کہ آپ ایسا نہیں کیا کرتے تھے آپ کیا کہتے ہیں.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ دعا کرتا ہوں:

أَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ وَبِكَ أُصَاوِلُ

''اے میرے اللہ! تیرے ساتھ میں کوشش کرتا ہوں اور تیرے سبب میں لڑتا ہوں اور تیری وجہ سے میں حملہ کرتا ہوں۔'' [1]

سیّدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خیبر کے سال رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب صہبا ء مقام پر آئے جو کہ خیبر کے قریب ہے تو عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے زادِ راہ منگوایا جو صرف ستو تھے۔ آپ نے انہیں بھگونے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی کھائے، ہم نے بھی کھائے پھر نماز مغرب کے لیے اٹھے تو آپ ﷺ نے صرف کلی کی ہم نے بھی صرف کلی کی، وضو نہ کیا تھا۔ [2]

سیّدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا، جھنڈا سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پکڑا۔ مگر خیبر فتح کیے بغیر ہی واپس آ گئے۔ پھر دوسرے دن جھنڈا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لیا مگر اسے بغیر فتح کیے ہی واپس لوٹ آئے۔ لوگ اس دن گہری مشقت سے دوچار تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّيْ دَافِعُ اللِّوَاءَ غَدًا إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ وَيُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ

''میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔''

لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ ''وہ فتح یاب ہو کر ہی لوٹے گا۔'' ہم نے بہت ہی خوشدلی سے رات گزاری کہ کل فتح ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ نے جب صبح کی نماز ادا کی اور اٹھے اور جھنڈا منگوایا۔ لوگ اپنی صفوں میں تھے، پھر

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن حبان: 5/374، شرط مسلم پر ہے

تحقیق الحدیث: عبدالرحمٰن کبیر تابعی ہے اور ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/496) ثابت بھی ثقہ ہے، حماد ثقہ امام ہے مگر یہ مسلم کا راوی ہے۔

[2] بخاری: 209

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ ان کی آنکھیں خراب تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعاب لگایا اور جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھما دیا تو وہ فتح یاب ہو کر لوٹے تھے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی ان میں شامل تھا جنہوں نے فتح حاصل کی تھی۔ ❶

❁ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے دن جھنڈا لیا اور اسے حرکت دی اور فرمایا: مَنْ يَّأْخُذُهَا بِحَقِّهَا ...؟ ''اسے کون لیتا ہے کہ اس کا حق ادا کرے.....؟ ایک آیا اس نے کہا: میں لیتا ہوں۔ فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ! پھر ایک آیا۔ اس سے بھی آپ ﷺ نے یہی کہا، پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَأُعْطِيَنَّهَا رَجُلًا لَا يَفِرُّ

''مجھے قسم ہے اس ذات کی محمد ﷺ کے چہرے کو جس نے عزت بخشی ہے میں یہ جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جو راہِ فرار اختیار نہ کرے۔''

هَاكَ يَا عَلِيُّ ''علی رضی اللہ عنہ کو لاؤ۔'' وہ آئے انہیں جھنڈا دیا اور وہ چل پڑے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خیبر اور فدک فتح کرنے کی توفیق دی اور وہاں سے عجوہ اور قدید کھجوریں بھی لائے۔ ❷

❁ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اتنے قریب تھے:

وَقَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''کہ میرا قدم رسول اکرم ﷺ کے قدم سے لگ رہا تھا۔''

جب ہم خیبر والوں کے پاس آئے تو آفتاب طلوع ہو کر روشن ہو رہا تھا اور وہ لوگ اپنے مویشی اور کلہاڑے

---

❶ **سندہ قوی:** احمد: 22993، نسائی کبریٰ: 5/109

تحقیق الحدیث: یہ زید بن حباب ابوحسین عکلی کے طریق سے ہے۔ اس نے طلب حدیث کے لیے سفر کیا تھا۔ صدوق ہے، ثوری سے حدیث بیان کرنے میں خطا کر جاتا ہے۔ (تقریب: 222) نسائی نے اس کی متابعت بیان کی ہے۔ ابوبکر مروزی نے اس کی متابعت کی ہے۔ معاذ بن خالد بن شقیق بن دینار بھی صدوق ہے۔ (تقریب: 536) ان کا شیخ حسین بن واقد مروزی ثقہ ہے اسے کچھ اوہام ہوئے ہیں یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب التہذیب: 169) اور عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اسلمی ثقہ تابعی ہے (تقریب: 297)

❷ **سندہ قوی:** فضائل صحابہ، احمد بن حنبل: 11122، ابویعلی: 2/499

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن عصمہ ابوعلوان صدوق تابعی ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے ابوزرعہ سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: کوئی ہیں۔ لا بأس بہ (جرح والتعدیل: 5/126)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر اور ٹوکرے لے کر کام کے لیے باہر جا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا تو کہا: محمد ﷺ لشکر سمیت آ گئے، ادھر رسول اکرم ﷺ نے یہ نعرہ بلند کیا:

خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ

''خیبر برباد ہوا ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اتر آتے ہیں تو ڈرائے گیوں کی صبح بری ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خیبر والوں کو شکست سے دوچار کیا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس سے آگے سیّدہ صفیہ کا لونڈی بن کر آنا، پھر نبی ﷺ کا انہیں آزاد کر کے نکاح کرنا اور ولیمہ کرنا بیان کیا ہے اور جیسا کہ اوپر گزرا ہے کہ نبی ﷺ کی سواری پھسل گئی تھی۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا گر گئے تھے اس کا بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔ پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اٹھایا اور نبی ﷺ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا بھی اٹھیں اور دوبارہ سوار ہو کر مدینے پہنچے۔ [مسلم: 1045/2] مسلم: 1047/2 میں ہے کہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں۔ لوگوں نے سیّدہ کے متعلق نبی ﷺ کے سامنے مدح سرائی کی تو آپ ﷺ نے دحیہ کو پیغام بھیجا کہ صفیہ کو لے کر آئیں، آپ ﷺ نے دحیہ کو اس کی مانگ کے مطابق دے دیا اور صفیہ کو رکھ لیا، پھر اسے میری امّی اُمّ سلیم کے حوالے کیا کہ اسے سنواریں اور خیبر سے باہر نکل کر خیمہ لگایا بطور بیوی انہیں رکھا اور صبح ولیمہ کیا۔ اس میں آپ ﷺ کی سواری کے پھسلنے کی وجہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ مدینے کی دیواریں دیکھ کر شوق پیدا ہوا، صحابہ اور آپ ﷺ نے سواریاں تیز کر دیں جس کی وجہ سے سواری پھسلی اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اہلیہ سواری سے گر پڑے تو لوگوں نے پوچھا حضرت کچھ تکلیف تو نہیں.....؟ فرمایا: نہیں! راہ دیکھنے کے لیے بچیاں بھی مدینے سے باہر آئی ہوئی تھیں وہ سیّدہ صفیہ کو گرتے دیکھ کر ہنس پڑیں۔ یہ ہنسی فطری تھی اور کچھ نہ تھا۔

۞ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا تو حجاج بن علاط نے کہا: اللہ کے رسول! مکے میں میرا مال ہے اور میرے اہل و عیال بھی وہیں ہیں، میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں مجھے اجازت ہے اگر میں آپ کے بارے کچھ غلط بیان دے دوں.....؟ رسول اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا: جتنا مال بھی تیرے پاس ہے وہ اکٹھا کر دے۔ میں چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والا مال غنیمت خرید لوں۔ ان کی تو جڑ کاٹ دی گئی ہے اور ان کے مال لوٹ لیے گئے ہیں۔ یہ بات پورے مکے میں پھیل گئی۔ مسلمان تو بہت زیادہ شرمندہ و افسردہ ہوئے اور مشرکوں نے بڑی فرحت و مسرت کا اظہار کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ خبر جب سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو ان کے تو گویا پاؤں کٹ گئے وہ تو کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے۔ اپنا بیٹا لیا جس کا نام قثم تھا اسے چت لیٹ کر اپنے سینے پر رکھا اور کہا:

حَيُّ قُثَمَّ حَيُّ قُثَمَّ
شَبِيْهُ ذِي الْأَنْفِ الْاَشَمِّ

''قثم کا قبیلہ واہ قثم کا قبیلہ تو ایک مثالی اور اونچی ناک والا ہے۔''

بَنِيْ ذِي النَّعَمِ
بِرَغْمِ مَن رَّغِمِ

''نعمتوں سے معمور ہے جس کی ناک خاک آلود ہے''

یعنی لوگوں کی مرضی کے برخلاف پھر بھی وہ بڑا قبیلہ ہے، پھر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن علاط کی جانب ایک غلام بھیجا اور کہا: افسوس ہے! تو یہ کیا خبر سنا رہا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے وہ تو اس سے بہتر ہے جو تو کہہ رہا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فتح کا وعدہ کیا ہے اور تو شکست کی خبر سنا رہا ہے۔ حجاج بن علاط نے ان کے غلام سے کہا:

إِقْرَأْ عَلَى أَبِي الْفَضْلِ السَّلَامَ کہ ابوفضل عباس سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں انہیں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ کوئی بھی گھر مجھے بتائیں۔ میں انہیں کہاں ملوں.....؟ ان کے لیے بات بہت زیادہ خوش کن ہوگی۔ اب غلام سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور گھر کے دروازے پر ہی کہتا ہے:

أَبْشِرْ يَا أَبَا الْفَضْلِ ابوفضل خوش ہو جاؤ! یہ سن کر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کود پڑے اور خوش ہو کر غلام کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور غلام نے وہ پیغام مسرت جو حجاج نے دیا تھا، اسے سیّدنا عباس تک پہنچایا تو انہوں نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حجاج، سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے اور اہل خیبر کا مال بطور غنیمت حاصل کر لیا ہے اور ان کے حصے کر دیئے ہیں اور حیی کی بیٹی صفیہ کو آپ ﷺ نے اپنے عقد نکاح کے لیے منتخب کر لیا ہے تاہم پہلے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ اگر چاہتی ہے تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے۔ اگر چاہتی ہے تو میں تجھے آزاد کر کے نکاح کر لیتا ہوں تو اس نے آزاد ہو کر آپ ﷺ کی بیوی بن کر رہنا پسند کیا ہے۔ باقی میں نے یہ رویہ کیوں اختیار کیا ہے.....؟ میں یہاں آیا ہوں، میرا یہاں مال تھا۔ میں اسے اکٹھا کرنا چاہتا تھا کہ میں اسے ساتھ لے کر جاؤں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ خلاف واقع بات کرنے کی اجازت لے لی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی آپ نے مجھے ایسی بات کرنے کی اجازت دی تھی۔ میری بات تین دن تک خفیہ رکھنا، پھر جس سے چاہتے ہو بیان کر دینا کوئی حرج نہیں۔ حجاج کی بیوی نے جو بھی اس کے پاس زیورات اور سامان تھا۔ جمع کیا اور اسے دے دیا۔ تین دن کے بعد حجاج کی بیوی کے پاس سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اس سے کہا:

تمہارے خاوند کا کیا بنا.....؟ اس نے بتایا کہ وہ تو اتنے دن سے جا چکا ہے اور کہنے لگی: اللہ آپ کو رسوائی سے بچائے۔ اے ابوالفضل! اس نے ہمارے لیے بڑی گرانی والی بات سنائی ہے وہ آپ تک بھی پہنچ چکی ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَا يُخْزِيْ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ بِحَمْدِللّٰهِ إِلَّا مَا أَحْبَبْنَا

''اللہ نے مجھے رسوا نہیں کیا اور نہ ہی کچھ ہوا ہے الحمدللہ وہی ہوا ہے جو ہمیں پسند ہے۔''

فَتَحَ اللّٰهُ خَيْبَرَ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وجَرَتْ فِيْهَا سِهَا مُ اللّٰهِ

''اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر ﷺ کے لیے خیبر فتح کر دیا ہے اور اس کے مال میں تو اللہ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق حصے بھی بن چکے۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے صفیہ کو اپنے لیے بطورِ بیوی منتخب کر لیا ہے۔ اگر تجھے اپنے خاوند حجاج سے کچھ ملنے کی ضرورت ہے تو اس سے مل جاؤ۔ اس نے کہا: عباس! آپ سچ کہہ رہے ہو؟ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جو تجھے بتایا ہے وہ سچ ہے۔ اس کے بعد سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ قریش کی مجالس کے پاس آئے جس کے پاس سے بھی وہ گزرتے طنزاً ان سے کہتے: ابوالفضل! تمہیں خیر کی خبر آئے گی۔ وہ جواباً ان سے کہتے: الحمدللہ! مجھے خیر کی خبر ہی پہنچی ہے کہ حجاج نے مجھے بتا دیا ہے کہ خیبر کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے ہاتھوں فتح کروا دیا ہے۔ اس نے یہ بات تین دن کے لیے خفیہ رکھنے کا مجھے کہا تھا۔ وہ اپنا مال لینے آئے تھے، وہ اپنا سارا مال لے گئے ہیں۔ اس کے بعد

فَرَدَّ اللّٰهُ الْكَآبَةَ الَّتِيْ كَانَتْ بِالْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

''جو پریشانی مسلمانوں پر چھائی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے بدل کر مشرکوں پر ڈال دیا۔''

مسلمان حالتِ غم سے نکل کر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیا تو مسلمان بہت خوش ہوئے اور مشرکوں پر غیظ و غضب اور غم کے بادل چھا گئے۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد بن حنبل: 12409

تحقیق الحدیث: عبدالرزاق اور معمر ثقہ ہیں، بخاری اور مسلم کے راوی ہیں (تقریب: 1/505) اور ثابت بنانی ثقہ تابعی ہے (1/115)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خیمے کے دروازے پر آئے۔ وہاں ایک عورت تھی جو قریب الولادت تھی۔ اس کے گھر بچہ ہونے والا تھا (لونڈی سمجھ کر اس کے پاس کوئی آدمی آنا چاہتا تھا) آپ ﷺ نے اس سے پوچھا یہ اس سے جماع کرنا چاہتا ہے.....؟ لوگوں نے بتایا: جی ہاں! رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ

''میں نے ارادہ کیا کہ اسے ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ قبر میں جائے''

یہ اس سے کیسے خدمت لے سکتا ہے یہ اس کے لیے حلال نہیں۔ [1]

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا۔ لوگوں نے ساری رات بے تابی سے گزاری کہ یہ جھنڈا کس خوش نصیب کو ملے گا۔ اب صبح ہوئی تو یہ سب رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے ہر ایک کی امید یہی تھی کہ یہ جھنڈا شاید اسے مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ...؟

لوگوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پیغام بھیجو اور انہیں میرے پاس لے کر آؤ.....! جب وہ آئے تو ان کی آنکھوں پر لعاب لگایا اور دعا کی تو وہ تندرست ہو گئے گویا انہیں کوئی تکلیف تھی نہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا دیا تو انہوں نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا

''اللہ کے رسول! جب تک یہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے میں اس وقت تک ان سے لڑائی کروں گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

أُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيْهِ فَوَاللهِ ! لَأَنْ يَّهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ

''اپنے انداز پر چلو جب ان کے درمیان میں اترو، انہیں اسلام کی دعوت دو۔ اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے حقوق واجبہ

---

[1] مسلم: 1441

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر کیا ہیں۔ اللہ کی قسم.....! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک آدمی کو بھی راہِ ہدایت پر گامزن کر دیں تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' ❶

❁ سیّدنا عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس (9) افراد آئے اور کہا: اے ابوعباس! یا تو ہمارے ساتھ اٹھو! یا پھر ہمیں ان سے علیحدگی میں ملو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ یہ واقعہ ان کے نابینا ہونے سے پہلے کا ہے۔ وہ اس وقت تندرست تھے۔ اب انہوں نے بات کا آغاز کیا۔ ہمیں تو علم نہیں انہوں نے ابن عباس سے کیا کہا۔ ہمیں اتنا پتا ہے کہ وہ (غصے سے) اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اور اُف تف کرتے واپس آئے اور افسوس سے کہنے لگے: یہ اس آدمی پر تنقید کرتے ہیں جس نے آپ ﷺ کے ساتھ زندگی گزاری ہے اور جسے نبی ﷺ نے کہا تھا میں خیبر کی فتح کے لیے اس آدمی کو بھیجوں گا جسے اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور سب لوگ نظریں اٹھا کر دیکھنے لگے وہ کون ہے تو آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ گھر میں چکی پر آٹا پیس رہے تھے، ابن عباس نے کہا: یہ کام تنقید کرنے والو! تم میں سے کوئی بھی نہیں کرتا۔ جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی آنکھیں خراب تھیں وہ کھلتی نہ تھیں نبی ﷺ نے ان کی آنکھوں پر تھوک لگایا اور تین مرتبہ جھنڈا لہرایا اور پھر علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور وہ فتح خیبر میں نبی ﷺ کے لیے سیّدہ صفیہ کو لائے۔

پھر نبی ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورت توبہ دے کر بھیجا اور ان کے پیچھے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سورت توبہ لے کر لوگوں کو سنائی۔ وجہ یہ ہے کہ اس سورت کو وہی آدمی لے کر جا سکتا تھا جو نبی ﷺ کا رشتے دار ہو، اس لیے علی رضی اللہ عنہ لے کر گئے۔ اور نبی ﷺ نے اپنے چچوں کے بیٹوں سے کہا:

أَيُّكُمْ يُوَالِينِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ؟ تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا دوست بنے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے سب نے انکار کر دیا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دنیا و آخرت میں آپ کا دوست ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ''تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔'' پھر انہیں چھوڑ کر ایک اور آدمی سے کہا: تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہو.....؟ ان سب نے انکار کر دیا پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں! آپ نے پھر یہی کہا: تم دنیا و آخرت میں میرے دوست

---

❶ بخاری: 3701، مسلم: 2406

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہو۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔ یہ معاملہ بھی ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے کپڑا لیا، اسے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر ڈالا اور یہ آیت پڑھی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تاکہ تم سے پلیدی دور کرے اے اہل بیت! اور تمہیں پاک کرے پاک کرنا۔''

اس کے علاوہ انہوں نے اپنی جان کی قربانی پیش کی کہ ہجرت کی رات نبی ﷺ کی چادر اوپر اوڑھ لی اور آپ ﷺ کی جگہ پر سو گئے۔ اور مشرکین نبی ﷺ کو نشانہ بنائے ہوئے تھے۔ اسی دوران سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ نبی ﷺ تھے کہا: يَانَبِيَّ اللهِ! اے اللہ کے نبی! تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں! نبی ﷺ تو بئر میمون کی جانب جا چکے ہیں۔ ان سے مل جایئے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے اور نبی ﷺ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چادر میں سونے کے بعد وہی انداز اپنائے ہوئے تھے اور وہی حرکات وسکنات کرتے تھے جو رسول اکرم ﷺ کرتے تھے۔ صبح تک چادر میں ہی لیٹے رہے صبح جب سر سے چادر اٹھائی تو مشرک کہنے لگے: تو تھا.....! ہم تو تیرے ساتھی پیغمبر کو نشانہ بنائے ہوئے تھے اور تو وہی کرتا رہا ہے جو نبی ﷺ کرتے تھے۔ ہم تو تجھے پہچان ہی نہیں سکے۔

اور پھر یہ بات ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں گئے تھے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی! میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ ان سے نبی ﷺ نے کہا: نہیں! تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے تو ان سے نبی ﷺ نے فرمایا:

أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ

''کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم میرے ہاں اسی مرتبہ پر ہو جو ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ درجہ رکھتے تھے مگر یہ بات ہے کہ تم نبی نہیں ہو''

مناسب یہی ہے جب میں کہیں جاؤں تو خلیفہ تم ہی بنو اور ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تم میرے اور ہر مومن کے دوست ہو اور ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

سُدُّوْا أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ

---

[1] الاحزاب:33

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مسجد کے تمام دروازے بند کر دو سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے یہ رہنے دو۔''

چونکہ مسجد میں اور کوئی رستہ نہ تھا مسجد ہی سے ان کا رستہ گزرتا تھا یہ حالتِ جنابت میں وہاں سے گزرتے تھے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ

''جس کا میں دوست ہوں بے شک علی بھی اس کا دوست ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن پاک میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ اور درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں سے راضی ہیں۔ جو ان کے دلوں میں ہے اللہ نے وہ جان لیا ہے اس کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہیں ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک بدری صحابی رضی اللہ عنہ کی کوتاہی پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ حضور مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں.....؟ آپ نے فرمایا: عمر! تم ایسا کرو گے؟

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: إِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ

''تمہیں کیا خبر یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر کہا ہو کہ جو چاہو تم عمل کرو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔'' [1]

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خیبر فتح کرنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اس کی غار میں چڑھا تھا اور میں نے لڑائی کی، میں نے خوب لڑائی کے جوہر دکھائے یہاں تک میں لوگوں کی نظروں کا مرکز بن

---

[1] لابأس به وفي متنه نكارة والمتن الراجح الذي فيه ذكر ابي بكر۔ احمد بن حنبل: 3061، مستدرک حاکم: 143/3، نسائی کبریٰ: 112/5، طبرانی کبیر: 97/12] یہ وضاح کی سند سے بیان ہوئی ہے جس کی کنیت ابوعوانہ ہے۔

تحقیق الحدیث: عمرو بن میمون اودی۔ ابوعبداللہ ایک قول ہے ان کی کنیت ابویحییٰ ہے مخضرم ہیں مشہور ہیں، ثقہ اور عابد ہیں۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 427) ان کا شاگرد ابوبلیج فزاری ہے اس کا نام یحییٰ بن سلیم ہے ابن ابی سلیم یا ابن ابی اسود ہے، صدوق ہے کبھی خطا کر جاتا ہے۔ (تقریب: 625) اس نے اس متن میں کئی خطائیں کی ہیں۔ [یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے]

① ..... بات یہ ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ان حادثات میں سے کسی حادثے میں شریک نہ تھے۔ جب آپ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹوں کو مخاطب کیا تھا ابن عباس اس وقت ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے بستر پر رات گزاری تھی یہ ابھی دودھ پیتے بچے تھے۔ اور جب دیگر حادثات ہوئے تھے اس وقت یہ مکے میں ابھی بچے تھے۔ لہٰذا ہمارا اعتماد اس متن اور الفاظ پر ہوگا جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیے ہیں جنھوں نے ان حوادث کو دیکھا اور سنا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی روایت پر عمل ہوگا جو ابوبلیج نے روایت کی ہے۔ مؤلف کہتے ہیں: میں نے ابن عباس کی ان روایات کو ملاحظہ کیا ہے جو سیرت کے بارے میں ہیں ان میں معمولی مخالفت ہے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو ان واقعات میں حاضر تھے۔ یہ روایات ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مشاہدہ کی مانند ہیں۔ بہر صورت اعتماد انہی روایات پر ہے جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کی ہیں جو ان واقعات میں حاضر تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ میں نے سرخ کپڑا اوڑھ رکھا تھا۔

فَلَمْ أَعْلَمْ أَنِّيْ رَكِبْتُ فِي الْإِسْلَامِ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْهُ لِلشُّهْرَةِ

''میرے علم کے مطابق میں نے اسلام لانے کے بعد سب سے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے کہ میں نے یہ کارنامہ شہرت کے لیے کیا تھا۔'' [1]

❁ عبداللہ اور حسن جو کہ محمد بن علی کے بیٹے ہیں، یہ علی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ وہ عورتوں سے متعہ کے بارے میں نرم نظریہ رکھتے تھے۔ میں نے کہا: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ''ابن عباس! سوچ کر بولو! کہ رسول اللہ ﷺ نے

نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ [2]

''متعہ سے خیبر کے دن منع کیا تھا اور گھریلو گدھے کا گوشت کھانے سے بھی منع کیا تھا۔''

❁ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن لوگ بھوک سے لاچار ہو گئے۔ انہوں نے گھریلو گدھے لیے۔ انہیں ذبح کیا اور ان کو ہنڈیوں میں بھرا اور پکانا شروع کر دیا۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہنڈیاں انڈیل دو! ہم نے انڈیل دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سَيَأْتِيْكُمْ بِرِزْقٍ هُوَ أَحَلُّ مِنْ ذَا وَ أَطْيَبُ

''اللہ تعالیٰ عن قریب تمہیں حلال اور بہت ہی عمدہ رزق سے نوازیں گے۔''

اس حکم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جوش مارتی ہنڈیاں الٹ دیں۔ اس دن رسول اکرم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت اور خچروں کا گوشت اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کا گوشت حرام کر دیا اور فرمایا جس جانور کو باندھ کر مارا گیا ہو یہ کھانا حرام ہے اور چیز اچک کر لے جانا اور ڈاکہ ڈالنا

---

[1] **سندہ قوی:** الکامل فی ضعفاء الرجال: 2/34، رویانی: 1/79

تحقیق الحدیث: رویانی نے جس سند سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے محمد بن مزاحم، بکیر بن معروف، مقاتل بن حبان۔ مقاتل صدوق ہے مسلم کا راوی ہے (التقریب: 2/272) اس کا شاگرد بکیر بھی صدوق ہے اس میں جو جرح ہوئی ہے وہ غیر مفسر ہے (تہذیب: 1/434) بخاری نے احمد سے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ نسائی نے بھی یہی کہا ہے۔

احمد سے اس کے متعلق یہ بھی آتا ہے، یہ ذاھب الحدیث تھا۔ ابن مبارک سے ہے کہ یہ اس پر تہمت ہے، ابن محمد طاطری کہتا ہے: بکیر بن معروف ابو معاذ ثقہ ہے۔ ابن عدی کہتا ہے: کثیر الروایت نہیں، امید ہے لا بأس بہ، اس کی حدیث زیادہ منکر نہیں۔ ابوداؤد نے بھی کہا ہے لیس بہ بأس۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ اور راوی ابن مزاحم جو ابو وھب کنیت والا جو ہے یہ صدوق ہے (تقریب: 2/206)

[2] مسلم: 1407

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی حرام ہے۔ ❶

سیّدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ لوگ بھوکے تھے۔ ہمارے پاس گھریلو گدھے تھے۔ ہم نے انہیں ذبح کیا۔ نبی ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے لوگوں میں منادی کی کہ جس نے یہ گواہی دی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، وہ یہ سن لے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَنَّ لُحُوْمَ حُمُرِ الاِنْسِ لَا تَحِلُّ ''کہ گھریلو گدھوں کا گوشت حلال نہیں۔'' وہاں باغوں میں لہسن اور پیاز تھا۔ لوگ بھوکے تھے اور بڑی مشقت میں مبتلا تھے وہ مسجد میں گئے تو پیاز اور لہسن کی بو سے مسجد معمور ہوگئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيْثَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا

''جس نے یہ بدبودار سبزی کھائی ہو وہ ہمارے قریب نہ آئے۔''

اور لوٹ مار کرنا، کچلی والا درندہ کھانا اور باندھ کر مارا ہوا جانور بھی حرام ہے۔ ❷

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور زہر ملا کر بکری کا پکا ہوا گوشت لائی۔ آپ ﷺ نے اس سے کھایا۔ پھر اس عورت کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا: کہ ہم اس عورت کو قتل نہ کر دیں.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اسے قتل نہ کرو!

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس زہر کی تاثیر ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں۔ ❸

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے چند افراد آئے اور کہا: فلاں بھی شہید ہے، فلاں بھی شہید ہے، ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اس کے لیے بھی یہی کہا کہ وہ بھی شہید ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

❶ **حسن:** ابن ابی شیبہ: 396/7، امام احمد: 14890

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ہاشم بن قاسم۔ عکرمہ بن عمار۔ یحییٰ بن ابی کثیر۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمن۔ جابر بن عبداللہ۔ اس میں ضعف ہے کیونکہ عکرمہ کے یحییٰ سے بیان کرنے میں اضطراب ہے۔ آئندہ سند آرہی ہے اس حدیث کی تائید کرتی ہے اس لیے یہ سند حسن ہے۔ (تقریب: 1/330)

❷ **سندہ ضعیف:** احمد: 17741، یہ حسن درجہ کی ہے وطبرانی کبیر: 216/22، مسند الشامیین: 183/2

تحقیق الحدیث: بقیہ عن بحیر بن سعد۔ یہ ضعیف ہے کہ بقیہ بن ولید کثرت سے تدلیس کرتا ہے۔ جامع التحصیل: 150۔ لیکن یہ حدیث ماقبل والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے اس کے بعض الفاظ کے شواہد ہیں جو صحیح احادیث میں آئے ہیں۔

❸ بخاری: 923

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَلَّا إِنِّيْ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا

''ہرگز نہیں! میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے اس نے ایک چادر چرا کر خیانت کی تھی۔''

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں میں یہ منادی کرا دو:

أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ❶

''کہ جنّت میں صرف ایماندار داخل ہوں گے۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے باہر آ کر بلند آواز سے پکارا کہ جنّت میں صرف ایماندار داخل ہوں گے۔

❁ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا تو سونا اور چاندی ہمارا مالِ غنیمت نہ تھا بلکہ ہمیں مالِ غنیمت میں گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے۔ اس کے بعد ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر واپس آ رہے تھے۔ وادی القریٰ میں آئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے مدعم کہا جاتا تھا۔ بنو ضباب میں سے ایک آدمی نے آپ ﷺ کو دیا تھا۔ وہ رسول اکرم ﷺ کی سواری سے سامان اتار رہا تھا۔ اسے اچانک ایک تیر لگا تو لوگوں نے بہت مسرت کا اظہار کیا اور کہا: اسے شہادت مبارک ہو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَلْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ تَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا

''وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن تقسیم غنیمت سے پہلے حاصل کی تھی وہ اس پر آگ بن کر شعلہ زن ہے۔''

لوگوں نے جب یہ وعید سنی تو ایک آدمی جوتی کا تسمہ یا دو تسمے لے آیا اور کہا: میں نے بغیر تقسیم انہیں لیا تھا۔ اب واپس کر رہا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ ❷ ایک تسمہ اور دو تسمے بھی جو ناجائز لیے ہوں گے وہ بھی آگ کا باعث ہیں۔

❁ سیّدنا ثابت بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اکرم ﷺ نے سہلہ بنت

---

❶ مسلم: 114

❷ بخاری: 4234

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصم بن عدی اور ان کی بیٹی کے لیے جو ابھی پیدا ہوئی تھی حصہ دیا تھا۔ ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ خیبر میں تھے۔ اسے فتح کیا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے حصہ مقرر کر دو۔ بنو سعید بن عاص میں سے ایک نے کہا: اللہ کے رسول! انہیں حصہ نہ دینا! سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ آگے سے سعید بن عاص کے بیٹے نے کہا:

وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قُدُوْمِ ضَأْنٍ ، يَنْعٰى عَلٰى قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ

''واہ! بڑے تعجب کی بات ہے بھیڑیے کے اگلے حصے کی اون سے لڑکھڑانے والا کیڑا، ایک مسلمان آدمی کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے جسے اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت دے کر عزت بخشی ہے اور مجھے اس کے ہاتھوں موت سے دوچار کر کے رسوا نہیں کیا۔''

راوی کہتا ہے اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ان کے لیے حصہ مقرر کیا تھا یا نہیں کیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے حصہ مقرر نہ کیا تھا۔ ❷

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ خیبر سے آئے تو آپ ﷺ کے پاس دو غلام تھے۔ ان میں سے ایک آپ ﷺ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: اسے نہ مارنا.....! غلاموں کو مارنے سے مجھے منع کیا گیا ہے۔ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہمیں خادم عنایت فرمائیں۔ دو خادم تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے جو مرضی ہے لے لو۔ انہوں نے عرض کی: آپ چن دیں! ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لے لو! اسے مارنا نہیں! کیونکہ جب میں خیبر سے واپس آیا تھا تو میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور میں نمازیوں کو بلا وجہ مارنے سے منع کیا گیا ہوں۔ اور ایک غلام سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: إِسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوْفًا ''اس سے بہتر سلوک کرنا۔''

---

❶ **صحیح:** طبرانی کبیر: 2/82۔ طبقات: 2/114

تحقیق الحدیث: عتاب بن زیاد، عبداللہ بن مبارک، ابن لہیعہ، اس سند میں ابن لہیعہ کے باوجود جو کہ ضعیف ہے پھر بھی سند صحیح ہے۔ نقاد محدثین نے یہ حد بندی کی ہے کہ یہ سند انہوں نے صحیح دستاویزات سے حاصل کی ہے یہ ابن لہیعہ کی اختلاط سے پہلے کی ہے ان میں سے عبداللہ بن مبارک ہیں جنہوں نے کہا ہے میں نے یہ حدیث اس کے مختلط ہونے سے پہلے بیان کی ہے۔ ابن لہیعہ کا شیخ حارث بن یزید ثقہ تابعی ہے۔ ثبت اور عابد ہے (تقریب: 1/145) طبرانی کا شیخ اور راسکے شیخ کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/166، البلغہ: 228)

❷ بخاری: 4239,2827

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ کچھ دیر بعد ان سے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا: مَا فَعَلَ الْغُلَامُ غلام کا کیا بنا.....؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے مجھے اس سے بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا تھا میں نے کر دیا ہے اسے آزاد کر دیا ہے۔ [1]

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اس میں کہا:

إِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُوْنَ الْمَآءَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا

''تم پچھلے پہر چل کر رات بھی چلو گے تو کل تم ایک پانی کے چشمے پر پہنچو گے۔''

یہ سن کر لوگ چلنا شروع ہوئے۔ ایک دوسرے کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو چلتے چلتے رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں مَیں بھی چل رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ اونگھ گئے اور سواری کی ایک جانب مائل ہو گئے۔ میں نے آپ کو سہارا دیا اس انداز پر سہارا دیا کہ آپ بیدار بھی نہ ہوں اور سواری پر آپ برابر ہو گئے۔ کچھ دیر پھر آپ چلتے رہے اور رات کا حصہ گزرا تو پھر آپ مائل ہو گئے پھر آپ کو بیدار کیے بغیر میں نے آپ کو سواری پر برابر کر دیا۔ آپ لڑکھڑا گئے۔ میں آپ کے پاس آیا اور سہارا دیا آپ نے سر اٹھایا اور پوچھا: کون ہو.....؟ میں نے عرض کی: میں ابوقتادہ ہوں فرمایا: مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيْرُكَ مِنِّيْ ''کب سے میرے ساتھ یوں چلتے آ رہے ہو میں نے کہا: میں رات بھر ساتھ چلتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ ''اللہ آپ کی حفاظت کرے جیسا کہ تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ہم لوگوں سے چھپ کر چل رہے ہیں یا ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں! ایک سوار آیا ہے اور ایک اور سوار آ گیا ہے حتی کہ سات سوار جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ شاہراہ عام سے ہٹ کر کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے، لیٹنے سے پہلے کہا تھا: اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا ''ہماری نماز کا خیال رکھنا ہمیں بیدار کر دینا لیکن کوئی نہ اٹھ سکا۔ سب سے پہلے جو بیدار ہوئے وہ رسول اکرم ﷺ تھے اور آپ ﷺ پر دھوپ پڑ رہی تھی۔ ہم گھبرا کر اٹھے۔ پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ! ہم سوار ہو گئے۔ جب آفتاب بلند ہوا تو آپ سواری سے اترے اور وضو کا برتن منگوایا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے معمولی سا وضو کیا تو تھوڑا سا پانی باقی بچا

---

[1] **حسن:** احمد: 22154، طبرانی کبیر: 8/275

تحقیق الحدیث: یہ سند حماد کے طریق سے ہے۔ ابوغالب صاحب ابوامامہ۔ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ (تقریب: 664) اس کا نام حزور ہے ایک قول ہے سعید بن حزور ہے ایک قول ہے اس کا نام نافع ہے بصری ہے اصبہان میں اترا ہے، صدوق ہے خطا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ راوی ثقات ائمہ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِحْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ

''اس وضو کے برتن کی حفاظت کرنا اس سے بہت ہی شاندار خبر آشکارا ہوگی۔''

پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ رسول اکرم ﷺ نے دو رکعات نماز پڑھی، روزانہ کی طرح فجر کی نماز پڑھی اور آپ ﷺ سوار ہوئے ہم بھی سوار ہوئے تو ہم آپس میں زیر لب ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے جو ہم نے نماز فجر میں کوتاہی کی ہے معلوم نہیں اس کا کفارہ کیا ہے.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ ''کیا مجھ میں تمہارے لیے نمونہ نہیں.....؟'' یعنی جس طرح میں نے کیا ہے اسی طرح کیا کرو پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ سوجانے میں کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو اس نے کی ہے جو نماز نہیں پڑھتا حتی کہ دوسری نماز کا وقت آجاتا ہے۔ جو سوجائے فَلْيُصَلِّهَا حِيْنَ يَنْتَبِهُ لَهَا ''تو وہ جب بیدار ہو تو اسی وقت پڑھ لے اور جب دوسرے دن پڑھے تو پھر اس نماز کے وقت میں اسے پڑھے۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے کیا کیا ہے.....؟ صبح ہوئی تو نبی ﷺ لوگوں سے بچھڑ گئے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نہ کہو کہ رسول اکرم ﷺ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں، یہ کہو کہ آپ ﷺ تمہارے بعد آئیں گے، پیچھے رہ گئے کہنا ادب کے خلاف ہے۔ لوگوں نے کہا: نہیں! ہم یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے آگے ہیں۔ اگر یہ لوگ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی بات مان لیتے تو بھلائی پا لیتے۔

جب دن پھیل گیا اور ہر چیز سورج کی گرمی سے گرم ہوئی تو ہم، یعنی ابوقتادہ اور رسول کریم ﷺ لوگوں تک پہنچے تو لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا: اللہ کے رسول! ہم تو پیاس سے مر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ نے وہی وضو کا برتن منگوایا اور رسول اکرم ﷺ پانی ڈالنا شروع ہوئے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پلاتے جا رہے تھے جب لوگوں نے دیکھا کہ برتن میں پانی ہے تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَحْسِنُوْا الْمِلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى اچھے انداز سے پانی بھرو۔ ہر ایک سیراب ہوگا۔ تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ سب سیراب ہو گئے صرف میں (ابوقتادہ) اور رسول اکرم ﷺ باقی رہ گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پانی ڈالتا ہوں اور تم پیو۔ میں نے کہا: میں اللہ کے رسول! اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک آپ نہ نوش فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا ''قوم کا ساقی آخر میں پیتا ہے''۔ تب میں نے پانی لیا اور پھر رسول اکرم ﷺ نے پیا اور سارے لوگ بھی سیراب ہوئے۔ عبداللہ بن رباح کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث جامع مسجد میں بیان کی تھی تو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان! دیکھ لو! یہ کیا بیان کر رہے ہو؟ میں بھی اس رات کے سواروں میں سے تھا۔ میں نے کہا: پھر تو آپ اس حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے.....؟ انہوں نے کہا: تم کس قبیلے سے ہو.....؟ میں نے کہا: میں انصار میں سے ہوں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں! تم بیان کرو۔ انصار ان واقعات کو خوب جانتے ہیں، حالانکہ میں اس رات حاضر تھا اس کے باوجود میرے خیال میں اتنا کسی نے بھی اسے یاد نہیں رکھنا جتنا اچھے انداز پر تم نے اسے محفوظ کیا ہے۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ خیبر سے آئے تو ادھر حبشہ سے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اکرم ﷺ جب ان سے ملے تو ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا:

وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِيْ بِأَيِّهِمَا أَنَا أَفْرَحُ بِفَتْحِ خَيْبَرَ أَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ [2]

---

[1] مسلم: 681

[2] **حسن بالشواہد:** مستدرک: 233/3

تحقیق الحدیث: اسماعیل بن ابی خالد اور زکریا بن ابی زائدہ نے مرسل بیان کی ہے۔ علی بن عیسیٰ حیری۔ ابراہیم بن ابی طالب۔ ابوعمر۔ سفیان۔ شعبی۔ یہ سند مرسل ہے۔ اجلح بن عبداللہ نے اسے متصل بیان کیا ہے۔ حسن عرنی میں ضعف ہے۔ یہ صدوق نہ تھا۔ [الجرح والتعدیل: 6/3۔ حاکم نے (2/681) اس سند سے بیان کیا ہے ابوالحسن علی بن محمد بن عقبہ شیبانی۔ ہیثم بن خالد۔ ابوغسان نہدی اجلح بن عبداللہ۔ شعبی۔ جابر بن عبداللہ۔

مؤلف کہتے ہیں: حاکم کے شیخ کی توثیق نہیں ملی۔ ثقات نے شعبی سے مرسل بیان کیا ہے اور حاکم نے بھی شعبی سے مرسل بیان کیا ہے۔ ابن ہشام نے بھی سیرت نبوی میں 5/5 میں اس سند سے بیان کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ۔ اجلح شعبی۔ جعفر۔ ابن ابی شیبہ: 351/7 میں مرسل ہے۔ جو یہ ہے علی بن مُسہر، اجلح۔ شعبی لیکن طبرانی کبیر: 100/22 میں بسند لا بأس بہ سے بیان کیا ہے۔ ابوعقیل۔ انس بن مسلم خولانی۔ احمد بن خالد بن مسرح۔ ولید بن عبدالملک بن مسرح حرانی۔ مخلد بن یزید۔ مسعر۔ عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ۔ یہ سند اس قابل ہے کہ اسے حسن قرار دیا جائے۔ کیونکہ طبرانی کے شیخ احمد بن خالد میں ضعف ہے جس کی وجہ سے اسے حسن قرار دیا جائے تو بہتر ہے۔ لسان المیزان: 165/1 میں حافظ نے کہا: یہ کوئی چیز نہیں۔ باقی جو راوی ہے انس بن سلم بن حسن بن سلم۔ ابوعقیل، خولانی، انطر طوسی اس نے 289ھ میں عیسیٰ بن سلیمان شیزری سے بیان کیا ہے درج ذیل سند ہے مخلد بن مالک حرانی۔ ایوب بن سلیمان رمانی۔ جو ابن مطاعن کے نام سے معروف ہے۔ جو کہ سلیمہ اور مغیرہ بن عبدالرحمن بن عوف حرانی۔ عبید بن رزین۔ ابراہیم بن ہشام غسانی۔ احمد بن حرب موصلی احمد بن ابی حواری الزاہد۔ رحیم۔ معلل بن نفیل۔ ابواحمد۔ عبدالملک بن سرح۔ محمد بن رجاء شحشانی۔ ابونعیم عبید بن ہشام حلبی۔ اسماعیل بن ابی کریمہ۔ عمر بن ہشام حرانی۔ عبداللہ بن احمد بن ذکوان۔ ہشام بن عمار۔ مؤمل بن اھانہ، ابوبشر، بکر بن خلف۔ ابورافع عبدالعزیز بن یحییٰ۔ ابووہب ولید بن عبدالملک حرانی۔ عمر بن ضحاک۔ اس سے ابوقاسم بن ابی عقب۔ یحییٰ بن عبداللہ بن حارث زجاج۔ ابوعلی بن شعیب محمد بن منصور بن نصر بن ابراہیم۔ ابوعبداللہ بن مروان۔ ابوحسن بن جوصا، ابراہیم بن احمد بن حسن۔ ابواحمد بن عدوی۔ ابوبکر احمد بن اسحٰق نخعی بن اعرابی۔ ابوعثمان سعید بن محمد بن حرب۔ ابوصالح سہل بن اسماعیل بن سہل طرسوی القاضی نے بیان کیا ہے۔ بلغہ میں (107) اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔

اخوان (179) میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ضعیف سند سے بیان کیا ہے بیہقی نے دلائل نبوت میں غزوۂ خیبر میں یہ درج ہے ابوعبداللہ۔ حسن بن ابی اسماعیل علوی۔ احمد بن محمد بیرونی۔ محمد بن احمد بن ابی طیبہ مکی بن ابراہیم رعینی۔ سفیان ثوری۔ ابوزبیر۔ جابر۔ ابوزبیر کے عن سے بیان کرنے کی وجہ سے یہ سند کمزور ہے محمد بن مسلم تدرس اسدی۔ صدوق ہے مسلم کا راوی ہے مگر یہ تدلیس کرتا ہے۔ (تقریب: 506) مکی بن ابراہیم میں جہالت ہے اور کئی منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اس کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے کندھے کے درمیان بوسہ دیا اور جعفر تعظیماً ایک پاؤں پر چل کر آپ ﷺ سے ملے تھے۔ ابن وہب 250ھ میں فوت ہوئے یہ لیث بن عبداللہ بن مہاجر کا بھائی ہے۔ لسان المیزان (6/87) اس کے اور بھی شواہد ہیں جو ضعف سے خالی نہیں تاہم ان کی وجہ سے یہ سند حسن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''واللہ! میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ میں خیبر کی فتح سے زیادہ خوش ہوں یا جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد سے زیادہ خوش ہوں۔''

غزوۂ فزارہ

سیّدنا ایاس بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا جان سیّدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے ہم نے غزوہ فزارہ کیا۔ ہمارے سربراہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں ہمارے اوپر امیر مقرر کیا تھا۔ جب اس چشمہ فزارہ تک پہنچنے کا فاصلہ تقریباً ایک گھنٹے کا رہ گیا تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ رات کے پچھلے پہر پڑاؤ ڈال لیں۔ اس کے بعد اچانک ان پر حملہ کر دیا اور فزارہ کے چشمے میں وارد ہو گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ قیدی ہوئے۔ میں نے ان پر نظر ڈالی تو ایک قافلہ تھا ان میں بچے بھی تھے مجھے اندیشہ ہوا یہ آگے بڑھ کر پہاڑ میں محفوظ نہ ہو جائیں۔ میں نے ان پر تیر پھینکا تو وہ ٹھہر گئے۔ میں انہیں ہانک کر لے آیا۔ ان میں بنو فزارہ کی ایک عورت تھی۔ اس نے چمڑہ اوڑھ رکھا تھا اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکی تھی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت کے طور پر وہ مجھے دے دی۔ ہم مدینے میں آئے تو میں نے ابھی اس لڑکی کا پردہ کھول کر نہ دیکھا تھا کہ بازار میں مجھے رسول اکرم ﷺ ملے اور فرمایا: وہ لڑکی مجھے دے دو۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ مجھے بہت زیادہ پسند آئی ہے اور میں نے ابھی تک اس کی پردہ کشائی بھی نہیں کی۔

دوسرے دن بازار میں رسول اکرم ﷺ پھر ملے اور فرمایا: سلمہ! وہ خاتون مجھے دے دو۔ اللہ تمہارے باپ کا بھلا کرے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ آپ ہی کی ہے میں نے ابھی تک اس کی پردہ کشائی نہیں کی۔ وہ خاتون لے کر رسول اکرم ﷺ نے اہل مکہ کو دی اور مکے سے مسلمانوں کا اسے فدیہ بنا کر اپنے قیدی چھڑا لیے۔ [1]

چالیس آدمیوں کا فوجی دستہ اور پانی کا معجزہ

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم رات بھر چلتے رہے جب صبح قریب ہوئی تو ہم نے آرام کے لیے پڑاؤ ڈالا۔ ہماری آنکھ لگ گئی۔ جب آفتاب کی تابناک

[1] مسلم: 1755

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ